ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
بکم شوال - ۱۳۸۶ھ
۱۳ - جنوری ۱۹۶۷ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔

(رواہ الخمسۃ الا ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ہے تم میں کوئی شخص اس وقت تک پورا پورا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی بات پسند نہ کرنے لگے جو اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے۔

(بخاری و مسلم وغیرہ)

تشریح:۔ کہنے کو تو یہ مختصر سی بات ہے۔ لیکن اس پر عمل کی توفیق اس وقت تک میسّر نہیں آ سکتی جب تک کہ انسان کا ایمان کامل نہ ہو جائے۔ یہ صفت انسانی کمالات کی ایک معراج ہے اور اس کی دلیل ہے کہ اب اس کا نفس پورے طور پر مدارج تہذیب طے کر چکا ہے۔ اس میں خود غرضی اور طمع کا کوئی شائبہ باقی نہیں رہا۔ اسی کے لئے تمام ریاضات و مجاہدات کئے جاتے ہیں اور یہی شریعت کے اوامر و نواہی کا بلند مقصد ہے۔ غالباً صوفیائے کرام اسی کو مرتبۂ فنا سے تعبیر کرتے ہیں میرا مطلب یہ ہے کہ یہ صفت بھی فنا کے اثرات میں ایک اثر ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّاْخُذُ عَنِّیْ ھٰٓؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِھِنَّ اَوْ یُعَلِّمُ مَنْ یَّعْمَلُ بِھِنَّ قُلْتُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ لَکَ تَکُنْ اَغْنَی النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰی جَارِکَ تَکُنْ مُؤْمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُکْثِرِ الضَّحِکَ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الضَّحِکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ۔

(رواہ احمد والترمذی وقال ھذا حدیث غریب)

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ہے ایسا شخص جو ان باتوں پر خود عمل کرے یا کم از کم ان لوگوں ہی کو بتا دے جو ان پر عمل کریں۔ میں بولا یا رسول اللہؐ! میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پانچ باتیں شمار کرائیں۔ فرمایا حرام باتوں سے دُور رہنا بڑے عبادت گذار بندے شمار ہوگے۔ اللہ تعالےٰ جو تمہاری تقدیر میں لکھ چکا ہے اس پر راضی رہنا، بڑے بے نیاز ہو جاؤگے۔ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرتے رہنا مومن بن جاؤگے اور جو بات اپنے لئے چاہتے ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کرنا، کامل مسلمان بن جاؤگے اور بہت قہقہے نہ لگانا کیونکہ یہ دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

(مسند احمد۔ ترمذی)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَفْضَلِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُحِبَّ لِلّٰہِ وَتُبْغِضَ لِلّٰہِ وَتُعْمِلَ لِسَانَکَ فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ قَالَ وَمَاذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ وَتَکْرَہَ لَھُمْ مَا تَکْرَہُ لِنَفْسِکَ

(رواہ احمد)

ترجمہ:۔ معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ایمان کے متعلق دریافت کیا جو بہتر سے بہتر ہو۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھنا اور اپنی زبان کو ہمہ وقت یاد الٰہی میں لگائے رکھنا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہؐ! اور کیا عمل بہتر ہے۔ فرمایا جو اپنے لئے پسند کرنا وہی سب کے لئے پسند کرنا اور جو اپنے لئے بُرا سمجھنا وہی سب کے لئے بُرا سمجھنا۔

(مسند احمد)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحَاسِنُھُمْ اَخْلَاقًا اَلْمُوَطَّئُوْنَ اَکْنَافًا لَمْ یَبْلُغْ عَبْدٌ حَقِیْقَۃَ الْاِیْمَانِ حَتّٰی یُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ وَحَتّٰی یَاْمَنَ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ۔

(اخرجہ ابن عساکر وفیہ کوثر بن حکیم متروک لکن لہ شواھد بلغہ مرتبۃ الحسن)

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمام مومنوں میں ایمان کے لحاظ سے سب سے افضل مومن وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر ایک کے سامنے متواضع اور جھکنے والے ہیں۔ کوئی شخص ایمان کی حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ وہ سب کے لئے وہی بات پسند نہ کرنے لگے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے مامون نہ ہو جائے۔

(ابن عساکر)

تشریح:۔ اپنے نفس اور عام مسلمانوں کو ایک نظر سے دیکھنا درحقیقت نصح اور خیر خواہی کا سب سے بڑا جزء ہے۔ یہ صفت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جبکہ سینہ حسد، بغض، کینہ اور ہر قسم کے کھوٹ سے پاک و صاف ہو جائے۔ گویا اس ایک ہی صفت کا ظہور بہت سے کمالات کے ثبوت اور بہت سے عیوب کے ازالہ کا محتاج ہے۔ اسی لئے اس صفت کو ایمان کی حقیقت، جنت کے لئے موقوف علیہ، کمال ایمانی کا معیار اور آپؐ کی وصیت میں جزء اہم قرار دیا گیا ہے۔ یہ مختلف الفاظ نہیں بلکہ متعدد حقیقتیں ہیں جو اسی ایک صفت میں پنہاں ہیں۔

عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَسِیْدٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتُحِبُّ الْجَنَّۃَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَحِبَّ لِاَخِیْکَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ

(اخرجہ البخاری فی التاریخ الکبیر و اصحاب السنن الاربعۃ والطبرانی فی الکبیر والحاکم والبیھقی فی الشعب وھو فی المسند لاحمد ایضا کما فی الجامع)

ترجمہ:۔ یزید بن اسید کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا تم کو جنت پسند ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اچھا۔ جو بات اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے پسند کیا کرو۔

(مسند احمد، تاریخ کبیر، سنن اربعہ، طبرانی، حاکم، بیہقی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۲ | یکم شوال المکرم ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۳ جنوری ۱۹۶۷ء | شمارہ ۳۵

یومِ احتجاج مناؤ!

قائد جمعیتہ مولانا مفتی محمود نے اپنے ایک بیان میں جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کے ارکان کو ہدایت کی ہے کہ وہ عید الفطر کے دن "یوم احتجاج منائیں۔ ان کے بیان کا متن حسبِ ذیل ہے۔

"ادارہ تحقیقاتِ اسلامیہ کراچی" (حال راولپنڈی) کے زیر اہتمام "مجموعہ قوانین اسلام" کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کی پہلی جلد بازار میں آ گئی ہے۔ ادارہ تحقیقاتِ اسلامیہ جس طرح اسلام کی تحریف میں مشغول ہے وہ آپ سب حضرات پر عیاں ہے۔ اسی طرح یہ "مجموعہ قوانین اسلام" بھی دراصل تحریفات اسلامیہ کا مرقع ہے۔ حکومت کا ارادہ ہے کہ اس کتاب کو اسلامی مشاورتی کونسل کے مشورہ کے بعد قومی اسمبلی سے پاس کروا کر پاکستان کے مطلوبہ اسلامی قوانین کی جگہ اس کو نافذ کر دیا جائے حکومت کی یہ پالیسی دین کے لئے نہایت خطرناک ہے۔

لہٰذا تمام ماتحت شاخوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ عید الفطر کے روز نماز عید کے اجتماعات میں اس امر پر شدید احتجاج کریں اور حکومت پر یہ واضح کر دیں کہ اگر تحریف شدہ قوانین کو مسلمانان پاکستان پر ٹھونسنے کی کوشش کی گئی تو مسلمان کسی طرح بھی ایسے قوانین کو قبول نہیں کریں گے اور ملک میں اس اضطراب کی ساری ذمہ داری حکومت پر ہو گی۔" (مفتی) محمود عفا اللہ عنہ)

ہمیں مفتی صاحب کے بیان سے کامل اتفاق ہے اور ہم نہ صرف جمعیتہ علمائے اسلام کے ارکان سے بلکہ تمام مکاتیب فکر کے علماء کرام اور اسلام پسند عوام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس سلسلے میں اراکین جمعیتہ سے پورا پورا تعاون فرمائیں اور اس آواز کو اتنا بلند کر دیں۔ کہ حکومت کو اپنا ارادہ ترک کرنا پڑے۔ اس مرحلہ پر ہم اپنی مؤقر حکومت سے بھی یہ درخواست کریں گے کہ اسے ایسے تمام منصوبوں سے گریز کرنا چاہیئے اور ان کی پشت پناہی سے ہاتھ کھینچ لینا چاہیئے جن سے دین کی تحریف ہوتی ہے یا دین کے نام پر بے دینی کو رواج ہوتا ہے۔ مسلمان کی فطرت یہ ہے کہ ہر چیز گوارا کر سکتا ہے۔ بے عملی کا شکار ہو سکتا ہے، بھوک اور افلاس کی سختیاں جھیل سکتا ہے حتیٰ کہ ہر آزمائش سے گزر سکتا ہے لیکن اسلام میں رخنہ اندازی اور ختمی مرتبت فداہ ابی و امی جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا اور یہی وہ جذبہ ہے۔ جو پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کا باعث بنا، اسی جذبہ سے ستمبر ۱۹۶۵ء میں پاکستان کے وجود کی حفاظت ہوئی اور آئندہ چل کر یہی جذبہ پاکستان کے بقاء و استحکام اور آسمانِ ترقی پر پہنچانے کا ضامن ہو سکتا ہے لیکن بدقسمتی سے آج یہی جذبہ مسلمانوں کے اندر سے ختم کرنے کی مساعی ہر طرف سے ہو رہی ہیں اور اسلام اور مسلمانوں پر سخت نازک گھڑی آ گئی ہے۔ ایک طرف سے اسلام پر کمیونزم اور سوشلزم کی یلغار ہے تو دوسری طرف سے مغربی تہذیب و تمدن کا سیلاب اسے اپنی رو میں بہا لے جانا چاہتا ہے منکرین حدیث کی سازشیں، مرزائیت بہائیت اور کفر و ارتداد کے دیگر فتنے اس کے علاوہ سر اٹھا رہے ہیں. غرض اسلام اور مسلمان ہر طرف سے فتنوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ جس شد و مد سے اس کی مخالفت میں طوفان اٹھ رہا ہے اتنی ہی مضبوطی اور قوت سے اس کی حفاظت بھی کی جائے اور اسے چار دانگ عالم میں پھیلانے کا مؤثر پروگرام بنایا جائے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ اسلام پسند لوگ اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا متحد ہو کر باطل قوتوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں اور اپنی آواز میں اتنی قوت پیدا کر لیں کہ کوئی کام بھی ان کی مرضی و منشاء کے بغیر کتاب و سنت کے تقاضوں کو نظر انداز کر کے انجام کو نہ پہنچ سکے۔

(ورق الٹیئے)

کون نہیں جانتا کہ یہ جمہوری دور ہے اور جمہور کی آواز کو اس میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ اب اپنی آواز کو بلند کرنے کی صحیح صورت یہ ہے کہ ہم متفق و متحد ہو کر اور قانونی ذرائع کے اندر رہ کر اپنی حکومت کے کانوں تک یہ بات پہنچا دیں کہ ادارہ تحقیقات اسلامیہ کا مرتب کردہ "مجموعہ قوانینِ اسلام" خلافِ اسلام ہے اور اس لئے حکومت کو نہ صرف اس کی سرپرستی سے ہاتھ اٹھا لینا چاہیئے بلکہ اسے ردی کی ٹوکری کی نذر کر دینا چاہیئے تاکہ عوام کے دلوں میں حکومت کا احترام اور وقار زیادہ ہو۔

ہمیں توقع ہے کہ ہماری حکومت اس جائز مطالبے پر ضرور کان دھرے گی اور عوامی جذبات کا احترام کرتے ہوئے اس خلاف اسلام "مجموعہ قوانین" کی ضبطی کے احکام صادر فرمائے گی مفتی صاحب کے مذکورہ بیان کی تائید کے ساتھ ہمیں اپنی معزز حکومت سے یہ مطالبہ بھی کرنا ہے کہ تعلیمی اداروں میں صوبائی حکومت کی طرف سے عائد کردہ رقص و سرود کی پابندیاں باقی رہنا چاہیئے تھیں۔ اس پابندی کو ختم کر کے مرکزی حکومت نے اپنی عزت میں کوئی اضافہ نہیں کیا بلکہ دین پسندوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے اس لئے حکومت کو اپنے اس فیصلہ پر نظر ثانی کرنی چاہیئے اور صوبائی حکومت کے فیصلے کو بحال رکھنا چاہیئے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر حکومت نے ہمارے اس مطالبے کو تسلیم کر لیا تو اس کی عزت عوام کے دلوں میں بھی بڑھے گی اور عند اللہ بھی ماجور ہو گی۔

مچھلی کی دم پر کلمہ طیبہ

(مجاہد الحسینی)

ایک خبر ہے۔ کہ تنزانیہ کے دارالحکومت دارالسلام کے قریبی سمندر میں سے مچھیروں نے ایک سٹرفلائی مچھلی پکڑی ہے جس کی دم پر کلمۂ طیبہ لکھا ہے جب مچھیرے مچھلیوں کو فروخت کرنے کے لئے اپنی دکانوں پر لائے تو ایک مسلمان کی نظر اس مچھلی پر پڑ گئی جس نے فوراً اسے پانچ ہزار روپے میں خرید لیا۔ بعد میں افریقہ کے تمام اخبارات نے اس مچھلی میں گہری دلچسپی لی اور شہ سرخیوں سے اس کے بارے میں خبریں شائع کیں، اسی طرح کینیا کے تمام ٹیلیویژن اسٹیشنوں پر اس مچھلی کی نمائش کی گئی مچھلی کے مالک نے لندن کے ایک بنک سے مچھلی کا انشورنس کرا لیا ہے افریقہ کے ماہرین حیوانات نے اسے ایک غیر معمولی واقعہ قرار دیا ہے اب مچھلی کے مالک کے مکان پر تمام دن لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے اور دُور افتادہ علاقوں سے لوگ مچھلی دیکھنے کیلئے کثیر تعداد میں آ رہے ہیں (روزنامہ مشرق لاہور، جنوری ۱۹۶۷ء)

دنیا کے لوگ! کلمۂ طیبہ سے کب تک اعراض کر سکیں گے۔؟ اور اس کلمہ کی عظمت و اہمیت سے کیونکر منکر ہو سکیں گے جب کہ اسے دنیا میں پوری عظمت و شوکت کے ساتھ زندہ و تابندہ رکھنے کا خود خالق کائنات نے فیصلہ کر رکھا ہے۔

پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس زمانۂ حیات میں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے ان تمام معجزات کا مشاہدہ کیا تھا جو خداوند قدوس کی عظمت اور اس کے آخری پیغمبر کی صداقت و حقانیت کے سلسلہ میں رونما ہوئے تھے۔! آج جب کہ لوگ صرف دُنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھنے لگ گئے ہیں اور اسلامی تعلیمات اور اس کی معجزانہ حیثیت کا اعتراف کرتے ذرا ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں ان کے لئے یہ خبر موعظمت و عبرت کے بہت سے درس رکھتی ہے۔! یعنی اس گئے گذرے زمانہ میں انسان اگر خدائے وحدہٗ لاشریک کے کلمۂ طیبہ کی تبلیغ و اشاعت سے کوتاہی یا غفلت برتنے جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں وہ اس مقدس کلمۂ کی تبلیغ و اشاعت کا کام اپنی دوسری مخلوقات کے ذریعہ انجام دے لیں گے۔

آپ ذرا غور فرمائیے! کہ افریقہ کے مسلمانوں کو اپنی دنیاوی زندگی کے مسائل کی تبلیغ کے لئے عصر حاضر کے جدید ترین وسائل (ریڈیو، ٹیلیویژن) وغیرہ پوری طرح میسر نہیں ہیں چہ جائیکہ وہ اسلام کی تبلیغ کے لئے "ٹیلیویژن اسٹیشن" استعمال کریں

اس دور میں اس سے بڑا معجزہ اور کیا ہو سکتا ہے اور اسلام کی حقانیت و صداقت کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک مچھلی کے ذریعہ کلمۂ طیبہ کی ٹیلیویژن پر باقاعدہ تشہیر ہو رہی ہے اور تمام افریقی اخبارات جو مسلمانوں کی معمولی خبریں شائع کرنے میں بخل یا مصلحت سے کام لیا کرتے ہیں اب وہ اس معجزے کے سامنے عاجز و لاچار ہو کر "کلمۂ طیبہ" کی توسیع و اشاعت کے لئے اپنے اخبارات کے صفحات کو مستقل ریزرو کر رہے ہیں۔ وَ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَۃً۔

سانحۂ ارتحال

حضرت شیخ التفسیر لاہوریؒ کے متوسلین خواجہ نذیر احمد صاحب مرحوم ومغفور کے اسم گرامی سے بخوبی واقف ہوں گے آپ کا انتقال طویل علالت کے بعد جمعۃ الوداع کے مبارک دن ہوا۔ موصوف حضرتؒ سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ سفر و حضر حتیٰ کہ قید و بند میں بھی حضرتؒ سے کبھی علیحدہ نہ ہوئے رہائش جامع شیرانوالہ سے دور یعنی گڑھی شاہو میں تھی حضرتؒ کی خدمت میں حاضری سے قبل خواجہ صاحب موصوف ولائیت میں تجارت کرتے تھے۔ مراجعت وطن کے بعد جب حضرتؒ کا قرب نصیب ہوا تو کایا پلٹ ہو گئی آپ صورت اور سیرت میں حضرتؒ کا عکس تھے حضرتؒ نے بارہا خواجہ صاحبؒ کے جذبہ ایمان اور تزکیہ کی تعریف فرمائی۔

جمعۃ الوداع کے موقع پر حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر انجمن ہٰذا کے ارشاد پر ہزاروں مسلمانوں نے آپ کی مغفرت و بلندیٔ درجات کے لئے بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ بلند کئے اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو قبولیت بخشے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

(ادارہ)

یاد رکھنا

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر

کا حوالہ ضرور دیا کریں

خطبہ جمعہ

۲۴ / رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ بمطابق ۶ / جنوری ۱۹۶۷ء

قرآن کریم ہی وہ نسخۂ کیمیا ہے جو مسلمانوں کو

اقوام عالم میں سربلند و سرفراز کرسکتا ہے۔

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

(پ ۴ آل عمران آیت ۱۳۹)

ترجمہ۔ اور سست نہ ہو اور غم نہ کھاؤ اور تمہیں غالب رہوگے اگر تم ایمان دار ہو۔

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اے مسلمانو سختیوں سے نا امید ہوکر گھبرا جانا تمہارا شیوہ نہیں۔ دیکھنا! دشمنان دین کے مقابلہ میں کمزوری نہ دکھانا آخری فتح تمہاری ہی ہے اور انجام کار تم ہی غالب رہوگے بشرطیکہ تم ایمان ویقین پر قائم رہے اور اللہ کے وعدوں پر پورا یقین رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں ثابت قدم رہیے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ذلت وپستی سے نکلنے اور مصائب وآلام کے چکر سے نجات پانے کا ذریعہ فقط یہ ہے کہ مسلمان کا ایمان مضبوط ہو اور کتاب وسنت کو زندگی کے ہر گوشے میں مشعل راہ بنائے۔ دشمنان دین پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے سب سے ضروری شرط ایمان کو قرار دیا گیا ہے۔ تعداد کی قلت وکثرت اور مادی اسباب و ذرائع ایمان کامل کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے مذکورہ بالا حقیقت پر پورا ایمان و یقین رکھنے کے لئے قرآن مجید کے متعلق مندرجہ ذیل عقاید کا جان لینا ضروری ہے۔

(۱)

قرآن فرمان الٰہی ہے

ہر مسلمان قرآن مجید کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ یہ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝

(سورہ الرحمن رکوع ۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ:۔ رحمن ہی نے قرآن سکھایا

ظاہر ہے جب یہ اللہ تعالےٰ کا فرمان واجب الاذعان ہے تو اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ نہ اس میں شک وشبہ کی گنجائش ہی ہوسکتی ہے اور نہ ہی اللہ تعالےٰ کا فیصلہ تبدیل ہوسکتا ہے۔

(۲)

قرآن مجید مسلمان کا ضابطۂ حیات اور دستور العمل ہے

قولہ تعالےٰ:۔ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (سورہ الاعراف آیت ۲ پ ۸)

ترجمہ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتری ہے اس کا اتباع کرو۔

حاصل

قرآن مجید مسلمانوں کے لئے اللہ رب العزت کی طرف سے بھیجا ہوا مکمل ضابطۂ حیات اور دستور العمل ہے اور اس پر اُسے بے دھڑک عمل کرنا چاہئے۔

(۳)

قرآن مجید ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہے

مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝

(سورہ طٰہٰ رکوع ۱ پارہ ۱۶)

ترجمہ۔ ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اٹھاؤ بلکہ اس شخص کے لئے نصیحت ہے جو ڈرتا ہے۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا خوف رکھنے والوں کے لئے نصیحت ہے

(۴)

قرآن عزیز سب سے سیدھا راستہ سمجھاتا ہے

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ (بنی اسرائیل پ ۱۵ رکوع ۱)

ترجمہ:۔ بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔

(۵)

قرآن مجید شفاء اور رحمت ہے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

(بنی اسرائیل رکوع ۹ پ ۱۵)

ترجمہ:۔ اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفاء اور رحمت ہیں۔

(۶)

قرآن مجید آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝

(القمر رکوع ۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ:۔ اور البتہ ہم نے تو سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کردیا پھر کوئی ہے کہ سمجھے۔

حاصل

یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کو سمجھنا چاہے تو اس کے مضامین آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ ہر شخص اپنے اپنے فہم کے مطابق اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا میں اور کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں یہ حسن اور کمال ہوں۔

برادران اسلام! یہ بات ہرگز نہ بھولئے کہ جس طرح اللہ تعالےٰ کی ذات بے نظیر ہے۔ اسی طرح اُس کی صفات بھی بے نظیر ہیں۔ کلام اللہ حق تعالےٰ شانہٗ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اس کے بے نظیر

ہونے کو کئی طریقوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ کہ یہ مقدس کتاب بچے، بوڑھے، جاہل، عالم، رعایا، راعی، امت اور پیغمبر سب کے لئے یکساں مفید اور ہر ایک کے لئے مکمل دستور العمل ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس کی مثال میٹھے پانی کے ایک دریا کی ہے۔ جس میں سے ہر شخص اپنی پیاس بجھا سکتا ہے۔ پس ہمیں چاہئے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چل کر اس چشمۂ صافی سے پوری طرح فیضیاب ہوں۔

صحابۂ کرام کا نصاب تعلیم فقط قرآن تھا

محترم حضرات! آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالٰے نے قرآن مجید میں باشندگان عرب کو اُمیّ (ان پڑھ) کے نام سے ذکر کیا ہے ان ان پڑھوں یا ناخواندہ انسانوں کو فقط قرآن مجید ہی کی تعلیم دی گئی تھی۔ چنانچہ اسی تعلیم کی برکت اور مکتب نبوت کی تربیت کا نتیجہ تھا۔ کہ اُن میں وہ خوبیاں اور کمالات پیدا ہوگئے تھے۔ جن کی نظر دنیا کی آنکھوں نے پہلے کبھی بھی نہیں دیکھی تھی اور اس کے بعد آج تک دنیا میں نظر نہیں آتی اور قیامت تک نظر نہیں آئے گی حق تعالیٰ خود اُن کے بے نظیر ہونے کی شہادت دے رہے ہیں

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ٥ (آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)

ترجمہ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے۔ تو ان کے لئے بہتر تھا۔ کچھ اُن میں سے ایماندار ہیں اور اکثر اُن میں سے نافرمان ہیں

حضرات محترم!

ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید میں آج بھی وہی تاثیر موجود ہے جو آج سے پونے چودہ سو سال پہلے تھی۔ اور اس قرآن مجید پر عمل کرنے والوں کے لئے آج بھی ان تنصر اللہ ینصرکم (اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا)

کا اعلان واجب الاذعان موجود ہے۔ اگر آج ہم صحابۂ کرام رضؓ کی طرح اس پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کی وہی رحمتیں ہم پر نازل ہوسکتی ہیں اور تمام اقوام عالم پر وہ اخلاقی اور سیاسی فوقیت حاصل ہوسکتی ہے۔ جو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ تعالٰے کے فضل سے حاصل ہوئی تھی۔ لیکن ہائے افسوس کہ ہم نے قرآن کا دامن چھوڑ دیا ہے۔ اور اسی لئے پستی و ذلت کے عمیق گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔ شاعر مشرق نے اس حقیقت حال کو ان الفاظ میں پیش کیا تھا ؎

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

مسلمانوں کی ذلت کے دو بڑے سبب

برادران اسلام!

قرآن مجید فرقان حمید کی روشنی میں آپ کی موجودہ ذلت کے دو بڑے سبب ہوسکتے ہیں۔ یا تو آپ کا قرآن مجید پر ایمان نہیں ہے۔ اور اگر ہے تو آپ کا عمل ایمان کے مطابق نہیں ہے اور آپ عملاً اس کی اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ قرآن مجید کی برکات سے مستفیض نہیں ہو رہے اور موجودہ ذلت میں مبتلا ہو گئے ہو۔

یاد رکھیئے

اللہ رب العزت کے فرمان واجب الاذعان کی روشنی میں اس ذلت سے نجات حاصل کرنے کا واحد علاج سنت نبوی کے مطابق قرآن مجید کے احکام کی تعمیل ہے۔ اور یہی وہ نسخۂ کیمیا ہے جو آپ کو شفایاب کرکے اقوام عالم میں سربلند و سرفراز کر سکتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

تبلیغی جلسہ

مدرسہ حنفیہ انوار القرآن وار برٹن کا یک روزہ تبلیغی جلسہ ۷ شوال ۱۹ جنوری بروز جمعرات بعد نماز عشاء ہوگا جس میں مولانا محمد شعیب مولانا محمد علی مولانا محمد احمد اور مولانا محمد رفیق اور قرا حضرات خطاب فرمائیں گے۔

(احقر حسین علی عفی عنہ مہتمم مدرسہ حنفیہ انوار القرآن وار برٹن)

دعائے صحت

حکیم مختار الحسینی صاحب سے پتہ چلا ہے کہ ضیغم اسلام شیخ حسام الدین صاحب صدر مجلس احرار اسلام چند دنوں سے صاحب فراش ہیں اور میو ہسپتال کے فیملی وارڈ کمرہ ۲۱ میں زیر علاج ہیں۔

ادارہ "خدام الدین" دست بدعا ہے کہ اللہ تعالٰے شیخ صاحب کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے تاکہ وہ ملک و قوم کی خدمت تادیر جاری رکھ سکیں۔

قارئین کرام سے بھی درخواست ہے کہ وہ نہایت خضوع و خشوع سے شیخ صاحب کی صحتیابی کی دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

دعائے صحت

جمعیت علمائے اسلام شہر قصور کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد شریف قصوری کے والد محترم عرصہ سے سخت علیل ہیں۔ جمیع احباب اور قارئین خدام الدین سے التماس ہے کہ وہ ان کے لئے صحت کاملہ شفائے عاجلہ کی دعاء فرمادیں۔

قاضی محمد زاہد الحسینی علیہ الرحمہ کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

سورۃ المائدہ

(منعقدہ ۲۸ اگست سنہ ۱۹۶۶ء)

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْأَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۞

میرے محترم بھائیو اور بزرگو! الحمد للہ آج پھر ہم چند بھائی اللہ کی بات سننے کے لئے اور سنانے کے لئے اکٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ اس سورت کے شروع میں عرض کیا جا چکا ہے کہ سورت المائدہ قرآن مجید کی آخری سورت ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے نہایت تفصیل کے ساتھ چند احکام بیان فرمائے۔ ان میں سے زیادہ کا تعلق انسان کے کھانے پینے کے ساتھ ہے اسی مناسبت سے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کا نام رکھا سورت المائدہ۔ وہ دسترخوان جس پر کھانا لگا ہوا ہو اسے عربی زبان میں کہتے ہیں۔ المائدہ۔ تو گویا یہ سورت مسلمانوں کو کھانے پینے کے مسائل اور احکام سکھانے کے لئے رب العالمین نے نازل فرمائی۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ نے حرام اور حلال کی بات فرمائی۔ کھانے پینے کی باتوں کو بیان فرمایا۔

انسانی وساوس، انسانی شکوک و شبہات مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شکوک و شبہات سے محفوظ رکھیں اور اللہ تعالیٰ اپنی اس مقدس کتاب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں)۔ تو اس مسئلے میں بھی کچھ شکوک ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ایک یہ بات کہ کھانے پینے میں کیا رکھا ہے یہ تو معمولی باتیں ہیں۔ جیسا کہ ہمارے ہاں یہ "حرج" کا مسئلہ بہت چل رہا ہے۔ اجی نماز نہ پڑھی تو کیا حرج ہے؟ زکوٰۃ نہ دی تو کونسا حرج ہے؟ حج نہ کیا تو کیا ہو گا؟ اگر نماز جماعت کے ساتھ رہ گئی تو کونسا حرج ہے۔ اسی طرح یہ بھی مسئلہ ذہن میں آتا ہے، آ سکتا ہے بلکہ آتا ہے۔ لیکن بعض لوگ جو دین حق سے ناواقف ہیں وہ اعتراض کرتے ہیں کہ آخر ان چیزوں کے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ تم کونسی چیزیں کھاؤ اور کونسی چیزیں نہ کھاؤ۔ چند اصول بیان کر دیئے جاتے باقی مسائل ہم خود بنا لیتے۔

تو میرے دوستو! قرآن مجید نے اسی سورت المائدہ میں ایک قصہ بیان کیا آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا وہ تفصیل آگے ہے وہ آپ خود پڑھ لیں گے یا اللہ نے ہمیں کبھی موقع دیا تو میں عرض کروں گا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پہلے جو دو بیٹے ہیں ہابیل اور قابیل ان کے درمیان اسی مسئلے پر کشمکش تھی (بات سمجھ لی جائے تو بہت اچھا ہے) جو زمین پر بہا وہ خون اس مسئلے پر بہا کہ ایک انسان اس بات پر مصر تھا کہ جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے وہ مجھے منظور ہے اور ایک انسان کا یہ دعوٰے تھا اور اس بات پر وہ ضد کر رہا تھا کہ نہیں بات سمجھ میں نہیں آتی، جو بات میں کہوں وہ ٹھیک ہونی چاہیئے۔ یہ بات سمجھ میں نہ آنے کا قصہ ہابیل اور قابیل کے درمیان تھا۔ آگے آتا ہے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا اور میں عرض بھی کر دوں۔ (یہ سب قرآن ہے) حدیثوں میں تفسیروں میں اس کی تفصیل موجود ہے کہ آدم علیہ السلام چونکہ پہلے انسان ہیں زمین پر (اور سب سے پہلے نبی بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کسی وقت بھی بے لگام نہیں چھوڑا۔ آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان اور سب سے پہلے نبی اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ تو آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شریعت دی، احکام دیئے جو اس وقت کے مناسب تھے جیسا کہ صحائف مقدسہ میں موجود ہے اور حضورِ انور نے جیسا کہ حدیثوں میں ارشاد فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ وہاں یہ دستور تھا کہ صبح جو ان کے ہاں لڑکا اور لڑکی توامین پیدا ہوتے تھے اور شام کو بھی ان کے ہاں توامین (ایک لڑکا ایک لڑکی) پیدا ہوتے تھے صبح کو بھی جوڑا اور شام کو بھی جوڑا۔ تو جو لڑکا صبح پیدا ہوتا تھا اس کا نکاح شام والی لڑکی کے ساتھ کر دیتے تھے اور جو لڑکا شام کو پیدا ہوتا تھا اس کا نکاح صبح والی لڑکی کے ساتھ کر دیتے تھے۔ ان کے درمیان یہی تفاوت تھا اور یہی بعد تھا تو صورت یہ ہوئی کہ ہابیل اور قابیل کے درمیان جب نکاح کا مسئلہ چلا تو جس لڑکی کو ہابیل کرنا چاہتے تھے قابیل نے کہا کہ یہ میں کروں گا۔ اس مقصد کے لئے کہ کونسا انسان حق بجانب ہے۔ انہوں

نے اللہ تعالےٰ کے حضور نذر پیش کی تو اللہ تعالےٰ نے ہابیل کی نذر کو قبول فرما لیا (قرآن میں تفصیل موجود ہے) اور منجانب اللہ یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ قابیل غلطی پر ہے اور ہابیل صحیح ہے لیکن قابیل بڑے جوشِ انتقام میں تھا اس نے صاف کہہ دیا حضرت ہابیل سے کہ دیکھو میں تجھے لَاَقْتُلَنَّكَ میں تجھے قتل کر ڈالوں گا، تم اپنی اس بات سے باز آؤ۔ انہوں نے صاف فرمایا اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۞ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَا اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (دیکھئے پہلے ہی سے خدا کا خوف پہلے انسان کے دل میں)۔ فرمایا کہ بھائی! میں نے جو نذر پیش کی اللہ نے قبول کر لی تو میرا کونسا قصور ہے تم مجھ پہ غصّے ہوتے ہو اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۞ اللہ تو انہی سے قبول کرتا ہے جو پرہیزگار ہوں۔ اللہ اسی کا صدقہ قبول کرتا ہے اور اسی کو توفیق دیتا ہے (اللہ تعالےٰ نے آپ کو قبول کیا تب درسِ قرآن میں لایا۔ اگر وہ نہ لاتا تو نہیں آ سکتے تھے۔ اللہ نے مجھے توفیق بخشی کہ میں کیمبل پور سے آپ کے پاس آ جاتا ہوں، اگر اللہ مجھے توفیق نہ بخشے تو میری کیا طاقت ہے۔ ہم ایک منٹ کے لئے گھر سے باہر نہیں نکل سکتے اگر اللہ نہ چاہیں تو۔۔۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۞ اللہ انہی کی محنتوں کو قبول کرتے ہیں، جو پرہیزگار ہوں، اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائیں اور مجھے بھی اور آپ کو بھی اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائیں) تو میرے بزرگو حضرت ہابیل نے یہی بات فرمائی۔ کہ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۞ لیکن قابیل جو تھا وہ عقل پرست تھا اس نے کہا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، کیا فرق پڑ جاتا ہے۔ صبح کی بیٹی میں اور شام کی بیٹی میں، میں تجھے قتل کروں گا۔

چنانچہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اور پھر چونکہ یہ پہلا مقتول تھا۔ پہلی لاش تھی پتہ نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا کرے تو وہ اپنے بھائی کی لاش کو اٹھائے پھر رہا تھا (قرآن مجید میں ہے) فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ قَالَ يٰوَيْلَتٰى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۞ تو قرآن مجید نے سمجھایا کہ جو لوگ میرے حکم مقابلے میں اپنی عقل کو ترجیح دیتے ہیں وہ کوّے سے بھی بدتر ہیں جیسا کہ پہلا انسان، اس نے وحی کے مقابلے میں اپنی رائے کو ترجیح دی اور رائے کو ترجیح دینے کے بعد ایک غلطی کا شکار ہو گیا تو نتیجہ کیا نکلا؟ اس کو سنبھالنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک کوّے کو بھیجا اور پھر اس نے اعتراف کیا يٰوَيْلَتٰى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ کاش میں کوا ہی ہوتا کہ اپنے بھائی کی لاش کو میں چھپا سکتا فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۞ پس وہ نادم ہو گیا، پشیمان ہوا لیکن اس وقت کی پشیمانی اس کے لئے مفید نہ ہو سکی۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ قرآن مجید میں میرے بزرگو! جو قصے آتے ہیں یا جو تاریخی شہادتیں آتی ہیں تو وہ سب دلائل اور شواہد ہوتے ہیں۔ قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے۔ (اللہ ہم سب کو سمجھائے) اس کے لئے چند اصول ہیں قرآن مجید میں جو قصّے یا تاریخی شہادتیں ہوتی ہیں وہ ویسے ہی نہیں ہوتیں بلکہ وہ قصّے اور مثالیں اس لئے اللہ تعالےٰ بیان فرماتے ہیں کہ جو حکم دیا جاتا ہے ہمیں سمجھانے کے لئے، بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے کہ تم ان مثالوں سے عبرت حاصل کرو اسی لئے فرمایا وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۞ ہم کبھی کبھی مثالوں کے ساتھ مسئلہ سمجھاتے ہیں تاکہ لوگ سمجھ سکیں۔

بے شک پہلے لوگوں کے قصّے میں نصیحت ہوتی ہے۔ عقلمندوں کے لئے۔

تو سورۃ المائدہ میں جو اللہ تعالےٰ نے قصہ بیان فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا اس میں تقابل ہے عقل کا اور وحی کا۔ وحی نے یہ کہا کہ صبح جو پیدا ہو اس کا نکاح شام والے بیٹے کے ساتھ کیا جائے، شام جو بیٹا پیدا ہو اس کا نکاح صبح والی لڑکی کے ساتھ کیا جائے۔ لیکن اس وقت کی عقل ناقص نے یہ کہا کہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ جب دونوں ایک ہی بطن سے پیدا ہوئے ہیں تو میں کیوں نہ اس کے ساتھ نکاح کروں۔ قرآن مجید نے فرمایا کہ اس کی مثال کوے سے بھی بدتر ہے کوّا پھر بات کچھ سمجھ لیتا ہے لیکن وہ کوّے کی بات کو بھی نہ سمجھ سکا۔ کوّے جیسی عقل بھی اس میں پیدا نہ ہوئی اور خود اس نے اعتراف کیا۔ يٰوَيْلَتٰى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ۔ اسی طرح قرآن مجید میں اور بھی بہت سی مثالیں ہیں تو میرے دوستو! میرے بزرگو! یہاں پر اللہ تعالےٰ نے چونکہ کھانے پینے کے احکام بیان فرمائے ان چیزوں کا ذکر فرمایا جن کا کھانا حلال ہے، ان چیزوں کا ذکر فرمایا جن کا کھانا حرام ہے، ان طریقوں کا ذکر فرمایا جن طریقوں سے رزق حلال ہوتا ہے، ان طریقوں کا بیان فرمایا جن طریقوں سے رزق حرام ہوتا ہے حالانکہ چیز وہی ہوتی ہے یا اس میں کچھ تھوڑا بہت فرق یا کمی بیشی ہو جاتی ہے لیکن اللہ تعالےٰ نے صاف فرمایا کہ یہ میری بات ہے، میں نے تم سے یہ کہا، میرا یہ فیصلہ ہے چنانچہ سورت

مائدہ کے شروع میں اللہ تعالےٰ نے پہلی آیت میں فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ۔ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے جو چاہے۔ قصہ ختم شد۔ اب بندے کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اس میں تنقیدیں کرتا پھرے کہ اس کی فلاسفی کیا ہے؟ اس کی چھانٹ کیا ہے؟ قرآنِ مجید کو آپ دیکھ لیں تیرہ مقامات ہیں جہاں پر صحابہ کرام رضؓ نے سوال کئے ہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ حضورؐ کی تئیس ۲۳ سالہ زندگی میرے بزرگو صحابہ کرامؓ میں انقیاد کا مادہ اتنا زیادہ موجود تھا کہ حضور سے کبھی کوئی بات نہیں پوچھی صرف تیرہ مقامات ہیں وہ بھی چونکہ وقتی طور پر سمجھ میں نہیں آئے۔ مثلاً عرض کیا یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی یہ آپ سے پوچھتے ہیں یتیموں کے متعلق۔ تو یتیموں کے متعلق کیوں پوچھا؟ جب قرآن مجید نے منع فرمایا کہ یتیموں کے مال مت کھاؤ، جو یتیموں کے مال کھاتے ہیں وہ یہ ہیں وہ ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے پھر پوچھا اللہ کے نبی! کیا ہم یتیموں کو نہ پالا کریں؟ یہ سوال نیکی کا تھا۔ اسی طرح جو سوال کیا یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ جب اللہ نے فرمایا کہ میرے راستے پر خرچ کرو، صحابہ کرام نے پوچھا کیا سب مال دے دیں؟ یہ ایسے سوالات نہیں ہیں جو تنقیدی سوالات ہوں۔ یہ انشراحِ صدر کے لئے ہیں۔ جیسا کہ کوئی انسان مسئلہ پوچھے کسی مولوی صاحب سے۔ ایک بات تو ہوتی ہے کہ مسئلہ آتا نہ ہو، آج کل تو مسئلہ پوچھتے ہیں مولوی صاحب کو چھیڑنے کے لئے، دیکھیں علم کتنا ہے۔ ایک مسئلہ بنا رکھتے ہیں جو مولوی آیا بس پیش کر دیتے ہیں دیکھتے ہیں مولوی صاحب کو آتا ہے یا نہیں آتا گویا امتحان ہوتا ہے امت امتحان لیتی ہے اپنے رہنماؤں کا (اللہ ہمارے حالوں پر رحم و کرم فرمائے)

صحابہ کرام نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مسئلے پوچھے وہ تیرہ مسائل ہیں۔ قرآنِ پاک میں آتا ہے جہاں پر یَسْئَلُوْنَکَ کا لفظ آتا ہے۔ تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ صحابہ کرامؓ میں انقیاد کا مادہ تھا اسلام نے اسی لئے اس امتیاز کو سمجھایا کہ تم اس بات کی طرف مت جاؤ کہ اس کی لِمْ اور اِنْ کیا ہے؟ اگر کہیں بات ہوئی بھی تو اللہ نے فوراً متنبہ فرما دیا۔ دوسرے پارے میں آتا ہے صحابہ کرامؓ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ دل میں خیال آ گیا کہ یہ چاند گھٹتا بڑھتا رہتا ہے کبھی ہلال ہوتا ہے کبھی بدر ہوتا ہے پھر چھوٹا ہوتا ہے۔ پھر بڑا ہوتا ہے یہ کیا بات ہے یہ کیوں چاند بڑھتا گھٹتا ہے۔ علم ریاضی کی رو سے ہمیں سمجھایا جائے قرآن مجید نے منع فرمایا یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَ لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ تنبیہ فرما دی۔ فرمایا کہ تم پوچھتے ہو چاندوں کے متعلق کہ چاند بڑھتا گھٹتا کیوں ہے؟ تم کوئی ریاضی پڑھتے ہو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ریاضی پڑھانے کے لئے آئے ہیں؟ یہ تو تزکیہ باطن کے لئے آئے ہیں یہ تو اللہ کے نافرمانوں کو خدا کے ساتھ ملانے کے لئے آئے ہیں۔ تو وہ بات پوچھو۔ تم یہ بات پوچھتے ہو کہ چاند بڑھتا گھٹتا کیوں ہے؟ تم پوچھو کہ چاند کے فائدے کیا ہیں وہ میں بتاتا ہوں ھی مواقیت للناس والحج۔ یہ تمہارا سب سے بڑا کیلنڈر ہے خاص کر حج کے لئے بہت بڑا کیلنڈر ہے کہ حج کی تاریخ ایک ہی مقرر ہے رمضان المبارک کا پورا مہینہ ہے۔ آج اگر ہم نے سوچا کر لیا چاند نظر نہ آیا، یا ہم نہ دیکھ سکے تو پھر ۲۹ روزے رکھ لینگے اور ایک کی قضا کر لیں گے لیکن حج کے متعلق تو وہاں قضا نہیں ہو سکتی۔ حج تو نویں تاریخ کو عرفات کے میدان میں کھڑا ہونا ہوتا ہے ایک انسان اگر پورا سال عرفات کے میدان میں کھڑا رہے اور نویں کو وہاں نہ پہنچے، اس کا حج نہیں ہوتا۔ ایک انسان سارا سال باہر رہا، نویں تاریخ صرف ایک سیکنڈ کے لئے عرفات کے میدان سے گذر گیا اپنی موٹر پر سویا ہوا گذر گیا تو وہ حاجی بن گیا۔ تو نویں تاریخ کا معلوم کرنا ضروری ہے۔ تو چاند کا فائدہ بتایا کہ چاند کے فائدے تو تم مجھ سے پوچھ سکتے ہو لیکن یہ لِمْ اور اِنْ، تنقید کہ یہ بڑھتا کیوں ہے، گھٹتا کیوں ہے اور آگے چل کر متنبہ فرمایا وَ لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا تم گھروں میں آتے ہو تو پیچھے کی طرف سے آتے ہو وَ لٰکِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی ج وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا گھروں میں آنا چاہو تو دروازوں سے آؤ۔ بات پوچھنی ہو تو سیدھی بات پوچھو جو تم کو نہیں آتی دروازوں سے آنے کا یہی مطلب ہے۔ تم الٹے آتے ہو گھروں کو۔ کان کو ہاتھ لگانا ہے تو یوں لگالو یا یوں لگا لو، پھیر کر کیوں لگاتے ہو سیدھی بات کر لو۔ مسلمانوں کو سمجھایا گیا۔ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ۔ دیکھو خدا سے ڈرتے رہو، اللہ کے دین میں تنقیدیں کرنا۔ اللہ کے دین کے بال کی کھال نکالنا، تمہارا کام تو اتباع ہے نہ کہ اعتراض اس لئے میرے بزرگو خوراک کا مسئلہ چونکہ یہاں بیان ہو رہا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے سورت المائدہ میں ہابیل اور قابیل کا قصہ بیان فرما کر ہمیں متنبہ کیا کہ ان باتوں میں کر یدنا مت۔ جو میں کہتا ہوں بس تم ان کو مانو۔ اس کے متعلق میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں آدھی آیت، آدھی باقی تھی اس کے متعلق میں اب عرض کر رہا ہوں۔ اس سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ مسئلہ خوراک اسلام میں قرآن مجید کی روشنی میں بڑا اہم مسئلہ ہے آپ دیکھیں

مولانا قاری رشید احمد قادری خلف الرشید اسوۃ الصلحا سید الاتقیا حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری

گذشتہ سے پیوستہ

نکتہ مذکورہ اس طرف اشارہ ہے کہ اصل اور راس الانبیاء صرف حضورؐ اقدس کی ذات موصوف باہمہ صفات عالیہ ہیں ہے۔

وَمَلٰٓئِکَتَہٗ

اور آیت میں ملائکہ کے لفظ کیساتھ الف لام نہیں بڑھایا گیا۔ یوں بھی ہو سکتا تھا اِنَّ اللّٰہَ والملٰئکۃ۔ اس کا معنی یہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اور سب فرشتے چنانچہ اس طرح نہیں آیا بلکہ و ملئکتہ آیا ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہوتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے۔ جس سے فرشتوں کی عظمت نمایاں ہوئی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہونے کی وجہ سے اور جب اُن کی عظمت نمایاں ہوئی تو ان کے درود پڑھنے سے حضور علیہ السّلام کی عظیم ترین رفعت اور بلندی ثابت ہوئی اس لئے کہ معظم سے معظم چیز ہی ثابت ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ درود شریف معظم ترین وظیفہ ہے۔ روح المعانی صفحہ

تَسْلِیْمًاؕ

آیت مبارکہ میں سَلِّمُوْا کے بعد اس کے لئے مفعول مطلق تسلیما لایا لایا گیا لیکن سلوا کے بعد تصلیۃً یا صلوٰتًا مفعول مطلق کے طور پر نہیں لایا گیا اس لئے کہ صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کی طرف تھی اس نسبت کے باعث انتہائی درجہ کی تاکید پائی لیکن سلام میں چونکہ اللہ اور فرشتوں کے طرف نسبت نہیں تھی اس لئے تاکید کو واضح کرنے کے لئے مفعول مطلق کا صیغہ ذکر کیا گیا تاکہ واضح ہو جائے کہ صلوٰۃ اور سلام کا بھیجنا دونوں نہایت ہی ضروری ہیں۔

صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالےٰ اور ملائکہ کی طرف کی گئی ہے مگر سلام کی نسبت اُن کی طرف نہیں کی گئی بلکہ اس کا حکم صرف مومنین کو ہی دیا گیا اِس کے متعلق مفسرین کرام دو نکتے بیان فرماتے ہیں (۱) اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تمام ایمان دار زندگی کے ہر لمحہ میں درود پڑھنے کے علاوہ انتہائی محبت اور اخلاص کے ساتھ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطیع اور کامل فرماں بردار بن کے رہیں بعض مفسرین نے فرمایا کہ صلوٰۃ کے مفہوم میں سلامتی آجاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا مطیع ہونا محال ہے اس لئے صلوٰۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی اس کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہر لمحہ اُن پر نازل ہوتی رہتی ہیں۔ اسی طرح ایمان دار بھی ہر معاملہ میں اخلاص کے ساتھ فرماں برداری کا حق ادا کرتے رہیں اس طرح اس آیت میں جہاں درود پڑھنے کی فضیلت اور عظمت ثابت ہو گی وہاں حضور کی غیر مشروع اطاعت اور فرماں برداری کا اہم ترین ہونا بھی واضح ہو جائے گا حضرت مجدد ملت محی الطریقت عارف کامل حضرت شیخ تھانوی قدس سرہ نے تفسیر بیان القرآن جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۳ میں یہ نکتہ بیان فرمایا ہے۔

علامہ خفاجیؒ کا ایک نکتہ

علامہ شیخ شہاب الدین خفاجیؒ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سلموا تسلیما میں ایمانداروں کو نہایت بہترین طریقہ سے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ وہ ایسی اعلیٰ زندگی بسر کریں کہ اُن کے قلم اور زبان اور عمل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو اور روح انور کو صدمہ نہ پہنچے۔ (یہ تمام نکات روح المعانی سے نقل کئے گئے ہیں)

بہت بڑا انعام

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر انعامات الٰہیہ میں سے ایک بہت بڑا انعام یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن مقام محمود پر پہنچنا آپؐ کو نصیب ہو گا اس مقام پر تمام اُمتوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں شفاعت فرماویں گے اس شفاعت میں فرعون، شدّاد نمرود، غلام احمد قادیانی مسیلمہ کذّاب سب شریک ہوں گے اسے شفاعت کبریٰ کہتے ہیں اس شفاعت کی منظوری کے بعد بنی نوع انسان کا حساب شروع ہو جائے گا لیکن اُس دن درود شریف پڑھنے والے اور انتہائی محبّت اور اخلاص کے ساتھ تابعداری کرنے والے رحمت خداوندی سے زیادہ سے زیادہ حصہ پائیں گے تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ نمبر ۲۲ صفحہ نمبر ۱۰۷-۱۰۸

فضائل درود شریف

حضرت کعب بن عمرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کہ سلام پڑھنا تو ہمیں آتا ہے لیکن صلوٰۃ کیسے پڑھا کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ

دوسرا درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ

تفسیر درِّ منثور صفحہ ۲۱۵ روح المعانی صفحہ نمبر ۷۲ مواہب الرحمٰن صفحہ نمبر ۹۳ تفسیر مظہری پارہ نمبر ۲۲ صفحہ نمبر ۱۲ بخاری شریف، مسلم شریف، ابو داؤد شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ، اس سے معلوم ہوا کہ افضل ترین درود وہ ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے

حضرت ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ

کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے جناب کو اُس وقت بہت مصروف پایا تب میں نے دریافت کیا کہ حضرت آج بے انتہا مصروف ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس لئے خوش اور خرم ہوں کہ ابھی ابھی حضرت جبرائیل علیہ السلام مسرّت بخش خبر سنا گئے ہیں کہ جو بندہ مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے گا اُس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ مٹائے جائیں گے اور قرب خداوندی میں اُس کے دس درجے بلند ہوں گے اور اُس کا درود شریف میرے سامنے پیش کیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے بھی یہی حدیث بیان فرمائی ہے۔ تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۱۲۴ ادب المفرد والبخاری نسائی شریف، خیر الکلام صفحہ نمبر ۳۰ مسلم شریف مسند امام احمد حنبلؒ ابو داؤد شریف، ترمذی شریف۔ النسائی۔ دُرِ منثور بخاری شریف مواہب الرحمٰن۔

دوسری فضیلت

حضرت عبد اللہ بن عمر بن العاصؓ سے روایت ہے کہ جو شخص ایک دفعہ درود شریف پڑھے اللہ تعالےٰ اُس پر ستر رحمتیں نازل کرتا ہے اور فرشتے ستر دفعہ اس کے لئے اللہ سے رحمتیں طلب کرتے ہیں تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۱۴۳ مواہب الرحمٰن صفحہ نمبر ۹۹ جلاء الافہام صفحہ نمبر ۹۶

تیسری فضیلت درود بارگاہ رسالت میں پیش کیا جاتا ہے

حضرت عبد اللہ بن مسعود وفقیہ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتے مقرر کئے ہیں جو کہ ہمیشہ سے زمین و آسمان کے درمیان پھرتے رہتے ہیں میری اُمت میں سے جہاں کہیں کوئی درود شریف پڑھتا ہے وہ میرے پاس پہنچا دیتے

ہیں۔ احیاء العلوم صفحہ نمبر ۲۷۹ تفسیری مظہری صفحہ نمبر ۱۴۳ مواہب الرحمٰن صفحہ نمبر ۱۰۴ نسائی شریف۔ دارنی شریف جلاء الافہام ابن قیمؒ ابو داؤد بیہقی فی دعوات الکبیر۔

چوتھی فضیلت

درود شریف ایسا افضل اور اعلیٰ وظیفہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کے علاوہ کوئی اور وظیفہ اس کے برابر نہیں ہے چونکہ اللہ تعالی نے مختلف مقامات پر جیسے قرآن کریم کے پڑھنے اور ذکر اللہ کا ارشاد فرمایا ہے اسی طرح اس آیت میں درود شریف پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ تفسیر مواہب الرحمٰن صفحہ نمبر ۹۲

بقیہ: درس قرآن

قرآن مجید نے (میرا جہاں تک ناقص مطالعہ ہے اللہ تعالےٰ ہمیں آپ کو قرآن مجید سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے) میں نے جہاں تک قرآن کو دیکھا اپنے اکابر کی دعاؤں کی روشنی میں تو میں نے دیکھا کہ جتنا اللہ تعالے نے خوراک کے مسئلے کو تاکید کے ساتھ بیان فرمایا اتنا اور کوئی مسئلہ نہیں فرمایا اور وہ تین طریقے اختیار فرمائے۔ پہلے مطلقاً لوگوں کو خطاب فرمایا۔

یا ایھا الناس کلوا مما فی الارض حلا لاً ولا تتبعو خطوت الشیطن انه لکم عدوّ مبین۔ اے لوگو! اے انسانو! حلال اور ستھری چیزیں کھاؤ اور شیطان کے دوسرے نقش قدم پر مت چلو۔ یعنی رزق حلال کھاؤ گے تو شیطان کے اتباع سے بچو گے، مطلب تو یہ ہے دوسرے مقام پر مسلمانوں کو خطاب فرمایا۔ یا ایھا الذین امنو کلوا مما فی الارض حلا لا طیبا ولا تتبعوا حطوات السیطن انه لکم عدو مبین ط اے ایمان والو! حلال اور طیب چیز کھاؤ۔ تیسرے مقام پر رسل کو خطاب فرمایا۔ (انبیاء علیہم التسلیم کو) یا ایھا الرسل کلوا من الطیبت واعملوا صالحا

انی بما تعملون بصیر o اے رسولو! تمہیں بھی میں حکم دے رہا ہوں۔ تاکہ حکم کی اہمیت واضح ہو جائے۔ انبیاء علیہم السلام نہ حرام کھاتے ہیں (نعوذ باللہ) نہ ادھر جاتے ہیں یہ حکم کی تاکید بیان فرمائی کہ دیکھو یہ میرا اتنا پکا حکم ہے کہ میں نبیوں کو بھی حکم دے رہا ہوں۔ جیسا کہ کوئی آرڈر اگر کسی چوکیدار کے متعلق ہو تو خالی چوکیدار ہی کو کر دیتے ہیں لیکن اہم آرڈر ہو تو میرا خیال ہے کہ فیکٹری کے اس ایریا کے جو آفیسر ہیں ان کو پہلے خطاب کیا جاتا ہے پھر وہ آگے اس کو شائع کرتے ہیں۔ تو یہاں پر بھی انبیاء کو فرمایا۔ یا ایھا الرسل اے میرے نبیو! اے میرے رسولو! (علیہم الصلوٰۃ و التسلیم) کلوا۔ اے رسولو! تم طیبات کھاؤ اور وَاعْمَلُوا صَالِحًا اعمال صالح کرو۔ یعنی عمل صالح رزق حلال پر موقوف ہے۔

اپیل

جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عید گاہ روڈ ملتان گذشتہ اٹھارہ سال سے تعلیمی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ ادارہ ہذا میں تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، اصول، معانی صرف، نحو و دیگر علوم مروّجہ کی تعلیم کے علاوہ علوم شرقیہ رفاضل فارسی۔ فاضل اردو) میٹرک کی تعلیم کا بھی خاطر خواہ انتظام ہے۔

مدرسہ میں قرآن مجید (حفظ قرآت و تجوید) کے لئے باقاعدہ انتظام ہے چھوٹے بچوں کے لئے پرائمری شعبہ بھی جاری ہے اس سال مدرسہ دورۂ تفسیر کا بھی انتظام کیا گیا ہے جس میں مغربی پاکستان کے مختلف اضلاع کے متعدد طلبہ داخلہ لے چکے ہیں۔

مدرسہ ہذا میں تمام غریب الدیار نادار طلبہ کے قیام و طعام۔ کتب پارچہ جات و دیگر ضروریات درسیہ کا انتظام مفت ہوتا ہے۔ یہ تمام اخراجات صرف آپ ایسے مخلص اور مخیر حضرات کی سرپرستی اور اعانت سے پورے کئے جاتے ہیں اس قسم کے تمام اسلامی رفاہی ادارے مخیّر اور فیاض دل حضرات کی نگاہ التفات کے ممنون ہوتے ہیں ملک کے صاحب ثروت حضرات سے استدعا ہے کہ زکوٰۃ وصدقات وعطیات کی صورت میں ادارہ ہذا کی امداد فرما کر غریب طلبہ کی حوصلہ افزائی اور منتظمین مدرسہ کی ہمت افزائی فرمائیں۔ یہ ادارہ باقاعدہ رجسٹرڈ ہے اور وزارت مالیات پاکستان نے بمطابق چٹھی نمبر ۱/۔

ادارہ ہذا کو دیئے جانے والے عطیات پر انکم ٹیکس معاف کر دیا ہے ترسیل زر کا پتہ۔

ابو الحسن قاسمی ناظم اعلیٰ جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عید گاہ روڈ ملتان

ایک داعیٔ عشق کا اعلان حق

عبدالہادی ۔ لاہور

حق و باطل کی آویزش ایک مسلمہ حقیقت ہے

حق کو جتنا دبانے کی کوشش کی گئی وہ اتنا ہی ابھرتا چلا گیا ہے داعیان حق اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ حق کا اعلان کرنا، موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بغیر کبھی ممکن نہیں ہوا کٹھن سے کٹھن مراحل نے ان کی راہ میں حائل ہونے کی سعی کی لیکن گھٹنے ٹیک دیئے، اور مایوسی و ناکامی بھی تو باطل کا مقدر ہے، اُسے تو حرف غلط کی طرح مٹنا ہی ہے۔ حق پرست خوب جانتے ہیں کہ حق و سچائی کی اس نازک گھاٹی میں کیسے کیسے زخم کھانے پڑتے ہیں، انہیں تو حق کی خاطر زخم کھانے میں ہی بے پناہ لذت محسوس ہوتی ہے، اور کامیابی و کامرانی بھی ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے، جو مشکلات میں گھر جانے کے باوجود حق کا ساتھ دیتے ہیں، اور اس سلسلے میں جان تک کی پرواہ نہیں کرتے۔ مصائب و آلام کے طوفان میں گھر جانے کے باوجود ان کے پاؤں جادۂ حق سے ڈگمگاتے نہیں، بلکہ خدا جانے وہ زخموں کی لذت کیسی ہے کہ تکالیف کے ساتھ ساتھ ان کے عزم و حوصلے میں بھی پختگی آ جاتی ہے، اور باطل کے مقابلے میں وہ عزم و استقلال کی ناقابل تسخیر چٹان دکھائی دیتے ہیں، جسے مصائب و آلام کے طوفان نے مسخر کرنے کی سعی کی، لیکن گھٹنے ٹیک دیئے اور آزمائش کی اس نازک گھڑی میں داعیان حق کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوئے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے حاکم وقت مامون رشید کے فرمان "قرآن پاک مخلوق ہے" کو قبول نہیں کیا تھا، اور اس جرم کی پاداش میں ان کی گرفتاری کے احکام جاری ہو چکے تھے۔ اپنے متعلق یہ احکام سن کر انہوں نے مطلق گھبراہٹ محسوس نہ کی۔ کوئی حیل و حجت نہ ہوئی، بلکہ خدا کی راہ میں آبلہ پائیوں اور جسم فگاریوں کا یہ نیا موقع پا کر ان کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا، پھولوں کی طرح کھل گیا خدا کی راہ میں خاک و خون میں تڑپنے کی بے پناہ آرزو ان کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکی تھی اور اسی ذات کی خاطر جان دینے کو وہ اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے تھے۔ باطل کی قوت سے وہ قطعی مرعوب نہیں ہوئے، بلکہ عزیمت کی ناقابل تسخیر چٹان بن گئے، جسے حاکم وقت نے طاقت کے نشے میں سرشار مسخر کرنے کی کوشش کی لیکن گھٹنے ٹیک دیئے۔

داعی حق امام احمد بن حنبلؒ زنجیروں میں جکڑے حاکم وقت مامون رشید کے سامنے پیشی کے لئے دارالخلافہ جا رہے تھے۔ ان کی پیشانی پر گھبراہٹ و پریشانی کے آثار قطعی دکھائی نہ دیتے تھے، بلکہ وہاں تو یہ بات طمانیت قلب کا باعث تھی کہ وہ حق کی خاطر برسر پیکار ہیں، اور ابتلا و آزمائش کی اس نازک گھڑی میں رحمٰن و رحیم کی نظر خاص ان کی طرف اٹھی ہوئی ہے کچھ دور ایک نوجوان پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس بھاگتا ہوا آیا امام احمد بن حنبلؒ کے دریافت کرنے پر اجنبی نے بتایا کہ اس کا نام ابوالخیصم ہے اور وہ اس علاقے کا معروف ڈاکو ہے۔

ابوالخیصم نے امام صاحب کو سرتاپا زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھ کر قدرے توقف کے بعد کہا" امام صاحب! آپ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں، مامون رشید نے کوڑوں سے اپنی بات منوا لینے کا مصمم ارادہ کیا ہے، مجھے دیکھئے سینکڑوں کوڑے مجھے ڈاکہ زنی کی پاداش میں لگائے گئے، میرے جسم پر اب بھی نشانات موجود ہیں، ہر ممکن اذیت مجھے دی گئی، لیکن ڈاکہ زنی میں نے ترک نہیں کی، امام صاحب! آپ تو حق پر ہیں، خیال کرنا کوڑے کھا کر کہیں حق نہ چھوڑ دینا۔ راہزن کی بات دل پر لگی، امام صاحب کی آنکھوں میں آنسو امنڈ آئے، آپ نے بارگاہ صمدیت میں ہاتھ اٹھا دیئے" اللہ! ابوالخیصم پر رحم فرمایئے، اُسے رشد و ہدایت سے سرفراز کر دیجئے بے شک مامون رشید کے ناپاک و مذموم ارادے سے آپ بخوبی واقف ہیں، اے اللہ! میں اس کی شکل دیکھنا گوارا نہیں کرتا، اور نہ وہ مجھے دیکھے"

محبت کی پکار کبھی رائگاں نہیں جاتی اس نے جب بھی پکارا ہے، کامیابی ہوئی ہے، احمد بن حنبلؒ نے دل کی گہرائیوں سے رب کو پکارا تھا، اور خدا کی رحمت پکارنے والوں کو کبھی مایوس نہیں کرتی، وہ ذات تو بڑی مونس و غمخوار ہے، آہیں اور سسکیاں اس کی رحمت کو جوش میں لے آتی ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ کی دعا بارگاہ صمدیت میں قبول ہو چکی تھی۔ جب آپ دارالخلافہ میں زنجیروں میں جکڑے داخل ہوئے تو سامنے مامون رشید کا جنازہ جا رہا تھا نئے حاکم کو اس نے مرنے سے قبل وصیت کر دی تھی، کہ" اس نازک مسئلے میں نرمی اختیار نہ کرنا، احمد بن حنبلؒ سے بات منوا کر رہنا"

دارالخلافہ میں احمد بن حنبلؒ کو پابند سلاسل کر دیا گیا۔ ابتداء میں ان کے ساتھ کافی علماء تھے، لیکن طاقت سے مرعوب ہو کر ساتھ چھوڑ گئے صرف ایک بلند پایہ جید عالم ان کے ساتھ تھے لیکن وہ بھی بادشاہ کے سامنے پیشی سے قبل ہی داعی اجل کو لبیک کہہ چکے تھے۔

قید خانے میں انہیں ہر ممکن اذیت دی گئی۔ رمضان کے اس مہینے میں

اُنہیں بے حد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ وضو کے لئے پانی بھی مُہیّا نہیں کیا جاتا تھا۔ تاریخ شاہد ہے، کہ داعی حق کو ہر طرح کی تکلیف سچائی سے متزلزل نہ کر سکی، ہر اذیت اُن کے عزم کی پختگی میں اضافہ کرتی چلی گئی اُنہیں تو اپنے رب پر کامل اعتماد تھا، اور وہ صاف کھول کر یہ حقیقت بتا دینا چاہتے تھے، کہ طاقت کے نشے میں سرشار اِنسان، مومن کے عزم کو مسخر نہیں کر سکتا، بلکہ جب بھی ایسی مذموم کوشش کی گئی مایوسی و ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ حق تو حق ہے، اُسے تو باطل کے سامنے جھکنا آتا ہی نہیں۔ احمد بن حنبلؒ اِنہیں احساسات میں ڈوبے ہوئے سچائی کا اعلان کرتے آئے تھے، اور آخر اُنہوں نے وہی کیا جو اُن کے دل میں موجزن تھا۔

مامون رشید کا نامزد حکمران معتصم باللہ تخت پر متمکن ہے تمام درباری تعظیماً سر جھکائے بیٹھے ہیں داعی حق احمد بن حنبلؒ تنہا سرتاپا زنجیروں میں جکڑے خاموش کھڑے ہیں اُن کی پیشانی پر گھبراہٹ کے آثار بالکل دکھائی نہیں دیتے۔ وہ تو حق کا اعلان کرنے آئے تھے، اور آخر اُنہوں نے دل کی بات کھول کر بتا دی۔

معتصم باللہ (غصّے سے)، "امام صاحب! قرآن پاک کے بارے میں آپ کا نظریہ کیا ہے"؟

احمد بن حنبلؒ (اعتماد سے) قرآن مجید خُدا کا کلام، اور غیر مخلوق ہے"

معتصم باللہ (آگ بگولا ہو کر)، دیکھئے آپ نے غلط فرمایا، آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا: کہ قرآنِ پاک مخلوق ہے غیر مخلوق نہیں"

احمد بن حنبلؒ "میں تسلیم کرنے کو تیار ہوں، بشرطیکہ خُدا کی کلام یا حدیثِ رسولؐ سے ثابت تو کر دو"

داعی حق احمد بن حنبلؒ باطل کو ٹھکرا چکے تھے اور سچائی کا کھول کر اعلان کر دیا تھا۔ معتصم باللہ نے امام صاحب کو شاہی احکام نہ ماننے کی پاداش میں کوڑے لگانے کا حکم دے دیا۔ احمد بن حنبلؒ کو پہلا کوڑا لگا، تو آپؒ نے فرمایا" میں تسلیم کرتا ہوں بشرطیکہ مجھے خدا کی کلام سے سمجھا تو دو" دوسرا کوڑا لگنے پر آپ نے پھر فرمایا" اگر خُدا کی کتاب سے نہیں تو فرمانِ رسولؐ ہی اس بارے میں دکھا دو" داعی حق کو کوڑے پر کوڑے لگ رہے تھے، لیکن تکلیف کی، شدّت اِس لطیف احساس میں گم ہو چکی تھی، کہ رحمان و رحیم کی نظرِ خاص اُن کی طرف اُٹھی ہوئی ہے اور خُدا تعالیٰ اُن کی اِس تکلیف سے بخوبی واقف ہے، ایک روایت میں ہے کہ اُنہیں حق کی خاطر چالیس کوڑے لگائے گئے، اور اتنے کوڑے اگر فیل کے جسم پر لگتے، تو وہ بھی جان بحق ہو جاتا۔ خُدا کی راہ میں خاک و خون وخون میں تڑپنے کی بے پناہ آرزو لئے اذیّتوں کو برداشت کرنے کا بارگاہِ صمدیت سے صلہ یہ ملا کہ ننانوے ۹۹ بار خواب میں رب تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی اور بے شک وہ ذات راہِ حق میں جہاد کرنے والوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتی ہے داعی حق احمد بن حنبلؒ نے حق کی پاداش میں بے شمار کوڑے کھائے۔ لیکن باطل کے سامنے سرنگوں نہیں ہوئے، اور اس حقیقت کو صاف کھول کر بتا دیا کہ طاقت کے نشہ میں سرشار ہوکر حق و سچائی کو دبایا نہیں جا سکتا، اُسے مسخر نہیں کیا جا سکتا، اور ہر ایسی مذموم کوشش کو تڑپ کرنے کے لئے ناکامیاں ہی ناکامیاں منہ کھولے بیٹھی ہیں۔

اپیل و مختصر تعارف

مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم بیرون لوہاری گیٹ جامع مسجد آم والی۔ مدرسہ چار سال سے دینی مذہبی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ دو سال سے مدرسے میں عربی صرف و نحو و فقہ کا انتظام بھی ہے۔

مدرسہ مسافر طلباء کے طعام و قیام و صابن کا خود کفیل ہے۔ تمام مخیر حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ اس مذہبی و دینی ادارے کی امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ مدرسہ صدقات و زکوٰۃ عشرہ عطیات کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ ترسیل زر کا پتہ

خادم الطلباء محمد رمضان ملتانی کوچہ معاویہؓ پاک گیٹ۔ ملتان

دینی سپندوں سے اپیل

دارالعلوم الاسلامیہ پرانی انارکلی لاہور قاری سراج احمد صاحب کی نظامتِ اعلیٰ میں ایک مدت سے دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ حضرت شیخ التفسیر لاہوریؒ قاری صاحب موصوف پر خصوصی شفقت فرماتے رہے ہیں اور قاری صاحب ہی کی ترغیب و استدعا پر حضرت مولانا عبدالمالک صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دارالعلوم میں برسوں قرأت کے انوار بکھیرتے رہے اور

حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے دارالعلوم میں تشریف لاکر اپنی تقاریر سے شائقین علم دین کے دامنوں کو معارف دینیہ و حقائق الٰہیہ سے معمور کیا۔

یہ دارالعلوم جو رجسٹرڈ ہونے کے ساتھ مرکزی وزارت مالیات کی طرف سے انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہے۔ فی الحقیقت اپنی نوعیت کا تمام ملک میں واحد ادارہ ہے جسے تجوید و قرأت کی تعلیم میں مرکزیت حاصل ہے۔ قرآنِ حکیم کی تعلیم، تمام دینی علوم (قدیم وجدید) کی تدریس تصانیف کی تدوین، اشاعت اسلام اور دارالافتاء کا قیام اس کے اہم مقاصد میں شامل ہیں اس سے استفادہ کرنے والے طلباء کی تعداد ۳ ہزار تک پہنچتی ہے جن میں ۴ صد طلبا ایسے ہیں جن کے تمام تعلیمی تربیتی مصارف خود دارالعلوم نے برداشت کئے۔ یکصد سے زائد فارغین قرأت سبعہ وعشرہ اور اسی قدر حفاظِ آیات قرآنیہ نہ صرف پاکستان کے مختلف گوشوں کو منور کر رہے ہیں بلکہ بیرون ملک مثلاً مصر و حجاز جیسے ممالک میں بھی پورے ذوق و انہماک سے قرآنی تعلیمات کو فروغ دینے میں مصروف ہیں۔

دارالعلوم ہذا کی دو اہم شاخیں مدرسہ تجوید الفرقان سرگودھا اور مدرسہ مظاہر العلوم آر۔ اے بازار لاہور چھاؤنی کی صورت میں فرائض علیہ بجا لا رہی ہیں، مزید شاخیں کھولنے کی تجویز زیر غور ہے: تاکہ مقاصد کے مطابق مختلف شعبہ جات کی تقسیم عمل میں لائی جا سکے قاری صاحب موصوف کی ہمت عند اللہ اجرِ عظیم کی مستحق ہے کہ وسائل کی کمی اور جگہ کی تنگی کے باوجود انہوں نے عبادات و اخلاق کی عملی تعلیم و تربیت اور صالح معاشرے کے طور و طریق سے واقفیت کیلئے اسلامی تربیت گاہ اور خطابت و تبلیغ کے لئے تکمیل العلماء اور تبلیغ جیسے شعبے قائم کرنے کا قطعی عزم کر لیا ہے ظاہر ہے کہ اتنا بڑا کام اجتماعی امداد کے بغیر تکمیل پذیر نہیں ہو سکتا۔ اسلئے میں دیندار اربابِ ثروت سے بالعموم اور حضرت شیخ التفسیر کے عقیدتمندوں سے بالخصوص اپیل کرتا ہوں کہ وہ دل کھول کر قاری صاحب کی مالی مدد فرمائیں اور اس طرح دارالعلوم کی مجوزہ تعمیر کی تکمیل میں فیاضانہ حصّہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(حضرت مولانا، عبیداللہ انور امیر انجمن خدام الدین لاہور)

داخلہ

مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن کلویا ۳۷۹ ج ب تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور شہری زندگی سے دُور ایک ایسی جگہ پر واقع ہے۔ جو تعلیم کے لئے موزوں جگہ اس میں حفظ و ناظرہ قرآن کے لئے داخلہ یکم شوال سے شروع ہے۔ نادار اور مفلس طلباء کی جملہ ضروریات رہائش خوراک پوشاک کا مدرسہ کفیل ہوگا۔

داخلہ سے متعلق جملہ امور کے بارہ میں ناظم مدرسہ سے رجوع کیا جائے۔

المشتہر سید محمود جاوید حسن ناظم مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن کلویا ۳۷۹ ج ب تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور

تاریخ کے آئینے میں

ایک تحفہ ۔ ایک نشانی

یعقوب سروش

کارزار بدر میں حق و باطل کے پہلے معرکہ میں باطل کا سر پاش پاش ہو گیا تھا۔ کفر و ظلمت کے کئی علمبردار تلوار کے گھاٹ اتر چکے تھے اور جو بچ گئے تھے وہ بارگاہ نبوت میں آج پابجولاں نظر آ رہے تھے۔ بے کس اور بے یار و مددگار۔ لات و عزیٰ کی کبریائی کا ترانہ سنانے والے گم سم تھے اور خوفزدہ تھے کہ نہ جانے کس فرزند توحید کی تلوار انہیں دوزخ سے ہمکنار نہ کر دے گی۔ لیکن جب "فدیہ" کا جاں فزا اعلان ہوا تو اسیران بدر چار چار درہم پیش کر کے رہائی پانے لگے۔ ایک اسیر بدر کے پاس اتنی خطیرہ رقم نہ تھی۔ اس نے ایک بیش قیمت طلائی ہار فدیہ میں پیش کر دیا۔

"یہ ہار کس کی طرف سے ہے؟ جونہی اس ہار پہ نظر پڑی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

کسی نے ادب سے کہا

"یارسول اللہ۔ یہ آپ کے داماد ابوالعاص نے اپنے فدیہ میں پیش کیا ہے!"

"ابوالعاص!" رسول اللہ نے فرمایا "زینب کے شوہر کی طرف سے!! بجلی کی سی سرعت کے ساتھ آپ کی آنکھوں کے سامنے ماضی کے دھندلے سے نقوش ابھر آئے اور رحمت عالم کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

تقریباً ۲۷ سال پہلے کی بات تھی آپ مکہ مکرمہ کی ایک دولت مند خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مال تجارت شہر بصرہ میں بیچ کر کافی منافع کما لائے تھے، خاتون کے دل پر اس ۲۵ سالہ نوجوان محمدؐ کی بے نظیر شخصیت اور عدیم المثال دیانت داری کا گہرا ثبت ہو گیا اس وقت تک ۴۰ سالہ خدیجہ تین دفعہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ صدمات کی ان پیہم یلغار سے وہ بڑی دل شکستہ ہو گئی تھیں، دولت و ثروت اور عیش و عشرت کی فراوانی کے باوجود ان کا دل کھویا کھویا سا رہتا۔ انہیں "سکون قلب" کی بڑی شدت سے تلاش تھی لیکن عرب کا بگڑا ہوا گندا ماحول یہ چیز انہیں کہاں سے فراہم کر سکتا تھا؛ وہ اپنے وقت کی سب سے مال دار عورت تھیں۔ ان کی تجارت کی برتری کا یہ حال تھا کہ جتنا مال تجارت مجموعی طور پہ تمام قافلے کا ہوتا۔ اس سے کہیں زیادہ مال اکیلی حضرت خدیجہ کا ہوتا تھا۔ مگر اسباب تجارت کی بہتات ان کے ذہنی الجھن کا مداوا نہ بن سکی۔ دوسری طرف آپ کی پاکیزگی کردار کا وہ چرچا تھا کہ عفت طہارت سے ناواقف ماحول میں ڈوبے ہوئے ظلم و جور کے شیدائی عرب آپ کو "طاہرہ" کے مقدس نام سے یاد کرتے تھے۔

پچھلے کئی دنوں سے یہ فرشتہ صفت نوجوان اس خاتون معظم کے دل میں جیسے گھر کر گیا تھا انہوں نے سوچا یہ تو لاکھوں میں ایک ہے انہیں یقین سا ہو گیا تھا کہ وہی نیک سیرت نوجوان ان کے رنج و الم اور سارے اضطراب دور کر سکتا ہے۔ تقریباً تین مہینے تک وہ ان ہی خطوط پہ سوچتی رہیں۔ بالآخر ان کی دور اندیشی اور بالغ نظری نے ایک فیصلہ کر دیا کہ اس نوجوان کو اپنانے کے لیے سلسلہ جنبانی کی جانی چاہیئے اور ان کی ایک معاملہ فہم لونڈی نفیسہ نے خدیجہ کے ارادوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔

جناب ابوطالب، حضرت حمزہ اور دوسرے اکابرین قریش آج حضرت خدیجہ کے گھر میں جمع تھے جہاں محمدؐ بن عبداللہ کے نکاح کی سادہ سی تقریب ہو رہی تھی حضرت خدیجہ کی زندگی میں آج نیا سویرا طلوع ہو رہا تھا اور اسی لیے ان کا دل باغ باغ تھا۔ خطبہ نکاح شروع ہوا۔ اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے ہم آل ہاشم کو ابراہیم کی ذریت اور اسماعیل کی اولاد میں پیدا کیا اور ہمیں بیت اللہ کا محافظ اور حرم کا نگہبان بنایا۔ جس کا لوگ حج کرتے ہیں۔ اما بعد۔ میرا یہ بھتیجا جس کا نام محمدؐ بن عبد اللہ ہے اپنی ذاتی شرافت، اپنی نسبی بزرگی۔ اپنے اعلےٰ اخلاق اور اپنے فضل و کرم کے باعث اپنے ہم چشموں میں نہایت نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔ بے شک اس کے پاس مال و منال نہیں ہے مگر مال ایک آنی جانی چیز ہے اور چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ پس آج میں محمد کا نکاح پڑھتا ہوں اور میں نے اس کے مہر میں بیس اونٹ ادا کر دیئے ہیں.....!!

اس کے بعد حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کھڑے ہوئے اور فرمایا "تمام تعریف وستائش اس خدائے بزرگ و برتر کے لیے سزاوار ہے۔ جس نے ہمیں اعلےٰ اخلاق اور پاکیزہ عادات سے متصف کیا۔ ہمیں نہ بنی ہاشم کے فضائل سے انکار ہے اور ان کے حسب و نسب کی برتری پہ حرف گیری کی جا سکتی ہے۔ اسی لیے اے معززین قریش۔ آپ سب گواہ رہیں کہ ہم نے خدیجہ بنت خویلد کو محمد بن عبداللہ کے ساتھ بیاہ دیا"

آخر میں حضرت خدیجہ کے چچا عمر بن اسد نے ولی کے فرائض انجام دیتے ہوئے نکاح کی منظوری دے دی! اور مبارک سلامت کی گونج میں حضرت خدیجہ اپنی زندگی کی اس منزل میں داخل ہوئیں جہاں طالع بیدار ان کا انتظار کر رہا تھا۔ انہوں نے اولیں لمحات میں اپنی پوری دولت کو اپنے مقدس اور پاکباز شوہر کے قدموں پہ ڈال کر کہا "میرے سرتاج! میں اپنے سارے مال و منال، اپنی ساری جائداد اور اپنے تمام زیورات کو آپ کی نذر کرتی ہوں۔ آپ مختار ہیں۔ آپ جس طرح چاہیں خرچ کریں!" حضرت خدیجہ کی آواز میں وارفتگی تھی اور وہ مسلسل کہتی جا رہی تھیں "میں نے آپ کی محبت پر اپنی ہر چیز نچھاور کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو میرے سر پر ہمیشہ سلامت رکھے"

ان کے گلے میں پڑا ہوا ایک بیش قیمت طلائی ہار جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔!!

آج وہی جگمگاتا ہوا خوبصورت ہار ایک قیدی کی طرف سے آپ کے سامنے آیا تو خدیجہ کی بے مثال محبت، عدیم النظیر ایثار اور قربانی کی ساری یادیں آپ کے فکر و ذہن کی ساری وسعتوں پر چھا گئیں۔ جب حضرت خدیجہ کا ذکر چھڑ جاتا تو اس وقت تک آپ نہ اٹھتے جب تک کہ دل نہ بھر جاتا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کی وفاؤں اور غمگساریوں کو یاد کر کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اشکبار ہو جاتے ہیں "یہ ہار ابوالعاص کے فدیہ میں آیا ہے"، ہادیٔ برحق نے اپنے جاں نثاروں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "اس کی بیوی اور میری بیٹی زینب نے اسے مکہ سے بھیجا ہے زینب کو اس کی ماں خدیجہ نے جہیز میں تحفہ کے طور پہ دیا تھا۔ اگر زینب کے پاس زر فدیہ ادا کرنے کے لیے نقد روپیہ ہوتا تو وہ اپنی ماں کی اس آخری نشانی کو کبھی

(باقی صہ ۱۸ پر)

ایم عبدالرحمٰن لدھیانوی شیخوپورہ

عید الفطر کی حقیقت اور انعامات خداوندی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَزَّنَا بِشَھْرِ رَمَضَانَ۔

شکر ہے اللہ تعالےٰ کا جس نے ہم کو رمضان کے مہینہ سے معزز فرمایا۔

شَھْرٌ اُنْزِلَ فِیْہِ الرَّحْمَۃُ وَ الْغُفْرَانُ۔

جس ماہ میں رحمت اور بخشش کا نزول ہوا۔

شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ ھِیَ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ۔

اس مہینہ میں ایک ایسی رات ہے جس کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادات سے بہتر ہے۔

فِیْھَا کَانَ نُزُوْلُ الْقُرْاٰنِ۔

اس رات میں قرآن نازل ہوا تھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَنَا فِیْہِ لِقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ۔

شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو اس ماہ میں تلاوت قرآن کی توفیق بخشی۔

وَ یَسَّرَ عَلَیْنَا اَدَاءَ الصِّیَامِ وَ الْقِیَامِ بِحُسْنِ الْاِمْکَانِ۔

اور جس ذات نے ہم کو روزہ داری آسان فرمائی اور اچھی طرح سے قیام (تراویح) کی توفیق بخشی۔

برادران اسلام۔ مسلمانوں کی عید شکرانہ کی عید ہے۔ تکبیر و تہلیل کی عید ہے۔ سجدۂ عبودیت کی عید ہے۔ اظہارِ تذلل و انکساری کی عید ہے اس بات کی خوشی کے لئے کہ خدائے واحد نے اپنے موحدوں کو اپنے احکام و اوامر اور انعام و اکرام سے سرفراز کیا۔ ظلمت کدہ عالم میں نور ہدایت بخشا۔ ستارہ پرستی بت پرستی مظاہر پرستی و دیگر ہر قسم کی پرستشوں سے بچا کر توحید کی صراطِ مستقیم پر گامزن کیا۔ تادیب نفس۔ کسرِ شہوت اور حصول اتقا کی توفیق بخشی اور اپنے فرمانبردار بندوں پر کرم کیا اور مومنین قانتین نے سارا ماہ روزوں میں گذارا۔

پس اصلی خوشی حقیقی مسرت اور واقعی انبساط تو اس شخص کا ہے جو اس ماہ میں روزہ دار رہا اور جس نے تقوےٰ و پرہیزگاری حاصل کی۔

اسلامی عید خدا کے فضل سے تمام عیوب سے پاک ہے۔ اور اخلاقی و روحانی عظمت و برتری کا ایک بہترین نمونہ اور دلکش منظر ہے۔

مسلمانوں کی عید شراب و کباب جوا بازی آتش بازی۔ رنگ پاشی رقص و سرود کی عید نہیں بلکہ خالق کائنات کی توحید و تمجید اور شان عبدیت کا عالمگیر مظاہرہ ہے

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ میں عید کے روز یوں خطاب فرمایا تھا۔

(۱) لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِیْدَ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ خَافَ یَوْمَ الْوَعِیْدِ۔

ترجمہ:۔ اس شخص کے لئے عید نہیں ہے جس نے نئے کپڑے پہنے بلکہ عید تو اس کی ہے جو عذاب کے دن سے ڈرے۔

(۲) لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ تَبَخَّرَ بِالْعُوْدِ۔ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَابَ وَلَا یَعُوْدُ۔

عید اس کے لئے نہیں ہے جو خوشبو لگائے۔ بلکہ اس کے لئے ہے۔ جو توبہ کرے اور پھر گناہ نہ کرے۔

(۳) لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ نَصَبَ الْقُدُوْرَ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ سَعِدَ بِالْمَقْدُوْرِ۔

عید اس کے لئے نہیں ہے جس نے دیگیں چڑھائیں بلکہ اس کے لئے ہے جو نیک توفیق دیا گیا۔

(۴) لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ شَرِبَ وَ اَکَلَہٗ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ اَخْلَصَ لِلّٰہِ الْعَمَلَ۔

عید اس شخص کی نہیں ہے جس نے پیا اور کھایا بلکہ عید اس کی ہے جس نے اللہ کے لئے اخلاص سے عمل کیا۔

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ رَکِبَ الْمَطَایَا۔ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَرَکَ الْخَطَایَا۔

عید اس کی نہیں جو سواریوں پر سوار ہو، بلکہ عید اس کی ہے جو گناہوں کو چھوڑے۔

صدقہ فطر کی حکمت

پورا ماہ روزوں میں گذار کر عید کے دن بارگاہ خداوندی میں شرف حضوری حاصل کرنے کا صدقہ فطر گویا نذرانہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلام اپنے تمام بھائیوں میں مساوات قائم کرنا چاہتا ہے۔ امیروں اور غریبوں کو دوش بدوش کھڑا کرنا چاہتا ہے۔ ایک کی خوشی سب کی خوشی بنانا چاہتا ہے اور امیروں کو غریبوں کا ہمدرد اور معاون بنانا چاہتا ہے اس لئے صدقۂ فطر کا حکم دیا تاکہ امرا کی عید کے ساتھ غربا کی بھی ہو جائے پس عید کا حقیقی احترام اور اصلی خوشی اس میں ہے کہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے فی کس دو سیر گندم یا اس کی قیمت عید کی نماز سے پہلے غرباء میں تقسیم کرے

عید کے مسنون احکام

عید کی رات کو عبادت کی جائے صبح کی نماز اپنے محلہ کی مسجد میں پڑھے۔ غسل کرے۔ مسواک کرے خوشبو لگائے۔ نئے کپڑے پہنے۔ نماز سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھائے گھر سے عید گاہ کو جاتے ہوئے۔ آہستہ آہستہ یہ تسبیح پڑھتا رہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

واپسی میں راستہ بدل لے۔ اور تکبیریں پڑھتا رہے۔ اور عید گاہ میں پہنچ کر بھی تکبیریں پڑھتا رہے۔

عید کے دن نفل نماز عید گاہ میں پڑھنا ممنوع ہے۔ عیدین کی نماز حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے اور اعلائے کلمۃ الحق و امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے جمعہ کے خطبہ کی طرح عید کا خطبہ سننا بھی لازم ہے لیکن عید کا خطبہ بعد از نماز عید ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ روزہ داروں کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک تو روزہ کے افطار کے وقت اور دوسری دیدار الٰہی کے وقت لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ الْاِفْطَارِ وَعِنْدَ لِقَاءِ الرَّحْمٰنِ۔ مگر مکمل خوشی اور حقیقی مسرت عید ہی کے روز حاصل ہوتی ہے مگر ان کی جو سُنّتِ رسولؐ کے مطابق اس کے تمام آداب و لوازمات بجا لاتے ہیں۔

حضورؐ عیدالفطر کی صبح کھجوریں تناول فرماتے تھے اور طاق تعداد میں کھانا آپؐ کا معمول تھا۔

ترکیب نماز

نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز عیدالفطر واجب معہ چھ زائد تکبیروں کے۔ پیچھے اس امام کے منہ طرف کعبہ شریف۔ اللہ اکبر۔ پہلی رکعت میں سب نمازی تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ آخر تک دل میں پڑھیں پھر تین بار کانوں تک دونو ہاتھ اٹھائیں اور ہر بار اللہ اکبر کہہ کر ہاتھوں کو چھوڑ دیں۔ تیسری بار اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں پھر امام قرات پڑھے گا اور مقتدی چپ رہیں گے اور سنیں گے۔ حسب معمول رکوع اور سجدہ کریں۔ دوسری رکعت میں جب امام قرات ختم کرے تو دو تکبیریں کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری تکبیر کے بعد اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائیں۔ پس عید کی نماز ادا ہو جائے گی۔ سرورِ کائنات کا معمول تھا کہ عیدین کے دن عیدگاہ کی جانب تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے نماز شروع فرماتے بعد میں لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے حضور اپنے ارشادات میں نصیحتیں فرماتے۔ وصیّتیں کرتے۔ احکام نافذ فرماتے اور اگر آپ کا ارادہ کسی جانب فوج بھیجنے کا ہوتا تو اس کے احکام صادر فرماتے۔

ماحصل

عید مسرت و شادمانی اور فرحت و انبساط کا عظیم دن ہے جسے اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے لئے سال میں دو دفعہ مقرر فرمایا ہے بالفاظِ دیگر اسے یوں تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ دنیوی مسائل اور دوسری مصروفیتوں سے ذرا الگ ہو کر فراغت اور خوشی کے حصول کا جو فطری جذبہ انسان میں پایا جاتا ہے عیدین کے دنوں میں احباب کی مجالس سے فرحت و شادمانی حاصل کی جائے۔

اسلام نے اپنے مزاج کے مطابق عید کا جو تصوّر پیش کیا ہے اس کا تجزیہ اس حدیث میں کیا گیا ہے۔

(۱) اللہ کے حضور سجدہ نیاز (نماز)
(۲) خطبہ جس میں عبرت و موعظمت، نصیحت و خیر خواہی اور پیش آمدہ مسائل میں عوام کی رہنمائی ہو۔
(۳) اسلام کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے داعی الی اللہ مبلغین کی تیاری جہاد فی سبیل اللہ کے لئے مجاہدین کے لشکروں کو بھیجنے کے احکام۔
(۴) وقتی مسائل اور حالات حاضرہ کے سلسلہ میں عوام کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا اور انہیں یہ تبلانا کہ آج تمہیں یہ کرنا ہے تمہارے فرائض یہ ہیں اور تم کو اس طریق پر عمل پیرا ہو کر ذمہ داریوں سے عہدہ بر آ ہونا چاہیئے۔

عیدالفطر کے روز اللہ رب العزت ملائکہ کے سامنے اظہارِ فخر فرماتے ہیں میرے فرشتو! اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام مکمل کرے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ہمارے آقا! کام کو مکمل طور پر انجام دینے والے مزدور کی جزا یہی ہے کہ اسے اس کی اجرت پوری پوری دی جائے اس پہ اللہ ربّ العزت فرماتے ہیں۔

میرے فرشتو! میرے غلاموں اور لونڈیوں نے اپنے ذمہ فرض (رمضان کے روزوں) کو ادا کیا ہے اور اب وہ میدان میں نکلے ہیں مجھے پکارتے اور مجھ سے فریاد کرتے ہیں تو سنو مجھے میری عزت، میرے جلال، میری شان کریمی اور میرے بلند

صبح عید

عید کا دن ہے مسرت کے خزانوں کی کلید
روزہ داروں کو مبارک ہو طلوعِ صبح عید
ہر طرف پھیلے نہ کیوں کر شادمانی کی ضیا
ابرِ رحمت آج سب دنیا پہ ہے چھایا ہُوا
خیر مقدم جس مسلماں نے کیا رمضان کا
اس پہ لطفِ خاص سمجھو ہو گیا رحمان کا
تیس دِن پابند روزہ جو رہے ہیں نیک نام
ان کو دیتے ہیں فرشتے آج بخشش کا پیام
آج ہے ان کے لئے لاریب یہ روزِ سعید
فیض روزہ سے ہے جن کے دل کی برآئی امید
کر رہے ہیں سب ادا مل کر نمازِ عید آج
ہو رہی ہے صائموں کو ذاتِ حق کی دید آج
رحمتِ حق سے جو انورؔ خود رہے محروم ہیں
فی الحقیقت آج وہ ناشاد ہیں مغموم ہیں

(حافظ نور محمد انورؔ)

بہارِ عید

دُنیا کو ایک سال سے تھا انتظارِ عید
دیکھو وہ آ گئی ہے عروسِ بہارِ عید
نکھری ہوئی فضائیں ہیں مہکی ہوئی ہوا
ہے جنتِ نگاہ ہر اک رہگذارِ عید
دامن میں بھر کے لائی ہے گلہائے تہنیت
پھولے نہیں سماتی ہے صبحِ بہارِ عید
ہے گوشہ گوشہ فرطِ مسرت سے کیف ریز
چاروں طرف ہے پھیلا ہوا کاروبارِ عید
چہروں پہ کھل رہے ہیں شگوفے نشاط کے
کتنی طرب نواز ہے صبحِ بہارِ عید
اہل صیام کو ہوں مبارک یہ ساعتیں
سامانِ انبساط ہوں لیل و نہارِ عید
خوشیاں برس رہی ہیں در و بام سے نثارؔ
پھیلا ہوا ہے جیسے فسونِ نگارِ عید

(اصغر نثار قریشی)

مولانا محمد اجمل صاحب خطیب جامع مسجد رحمانیہ قلعہ گجر سنگھ لاہور

عید الفطر

اسلام نے سال میں دو جشن منانے کی اجازت دی ہے ایک کا نام عید الفطر، اور دوسرے کا نام عید الاضحیٰ ہے دونوں موقعوں پر اتنی خوشی ہوتی ہے کہ اس کے اظہار کے لئے "عید" کا نام ہی ضرب المثل بن گیا ہے اسلام نے اپنی عید کو دوسری امتوں کے تہواروں کی طرح۔ فحش گوئی، رنگ بیزی، آتش فروزی اور جشن نوروزی کا مظہر اور مصداق نہیں بنایا۔ اور اس بے انداز اور بے پناہ خوشی کے ساتھ بد مستی اور بے خودی کہیں آس پاس بھی لانے کی اجازت نہیں دی۔ یہاں یہ نہیں ہوتا کہ مجمع پر 'Holiday' 'mood' کی وہ بدمستی طاری ہو کہ پولیس کے سارے انتظامات و اہتمامات کے باوجود بیسیوں لاشیں نکلیں اور پچاسیوں لاشوں کے لئے ایمبولینس کار کی ضرورت پڑ جائے۔ اقوام عالم کی تاریخ اور اس کے دور کے رسائل و جرائد اور اخبارات شہادت کے لئے پیش کئے جا سکتے ہیں۔

یہاں یہ ہوتا ہے کہ عید سے حقیقی لطف اٹھانے کے لئے پہلے پورے ایک ماہ کے مسلسل روزے رکھیئے۔ صبح سے شام تک اپنے اوپر کھانا پینا حرام کر لیجئے۔ راتوں کو تراویح میں قرآن مجید سنیئے۔ جب کہیں جا کر ہلال عید نظر آئے گا۔ اس وقت اس عبادت کا شکر یوں عبادت ہی کی صورت میں منائیے عید کی مسرت و شادمانی میں بھی خدا پرستی کے عناصر کو ایسا سمویا اور پرویا گیا ہے کہ قالب اگرچہ جشن و نشاط اور سرور و انبساط کا ہے لیکن روح اس میں بھی عبدیت اور انابت الی اللہ کی ہے روز صبح اٹھ کر نماز کے لئے وضو کیا کرتے تھے آج غسل کیجئے۔ صاف کپڑے پہنئے، صدقہ دے دلا کر عید کو نکلئے، کسی شخصیت کے نعرے لگاتے ہوئے نہیں، ایک دوسرے پر پچکاریوں سے رنگ ڈالتے ہوئے نہیں بلکہ دل و زبان سے حمد و تکبیر کا ترانہ بایں الفاظ بلند کرتے ہوئے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ"، خدا کی عظمت و کبریائی کا اعلان کرتے ہوئے عیدگاہ میں پہنچ کر نماز عید جماعت کے ساتھ ادا کیجئے اور خطبہ سنیئے، کیونکہ یہ وہی تکبیر و تہلیل، تحمید و تمجید کا ولولہ انگیز اور ایمان افروز نعرہ ہے جو آج سے صدیوں پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لبوں سے بلند ہوا تھا اور جس کے اعادہ کے بعد تمام دنیا کی مصنوعی اور بناوٹی برائیوں کا تصور ماند پڑ جاتا ہے اور جس کو بار بار دوہرا لینے اور اس کے مفہوم کو دل میں جاگزیں کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے کا خوف، ہر چیز کا رعب اور ہر وجود کی ہیبت دور ہو جاتی ہے۔

آج کا دن یوم تشکر ہے، اور یوم المساوات بھی۔ شکر و سپاس اس امر کا کہ اللہ تعالےٰ نے رمضان کی رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں سے بہرہ ور ہونے کی توفیق دی۔ روزے رکھنے، قرآن مجید پڑھنے، نماز تراویح میں قرآن سننے کی سعادت سے نوازا ہے۔

اس اسلامی جشن سے حقیقی طور پر وہی خوش قسمت اور سعادتمند مسلمان لطف اندوز ہوتے ہیں جو رمضان کا حق ادا کرتے ہوئے اسے اپنے رب کی طاعت و بندگی میں گذارتے ہیں۔ روزہ خوار غفلت شعار مسلمان کے لئے اس میں وہ روحانی اور حقیقی مسرت و فرحت کہاں جو فرمانبردار، پرہیزگار، روزے دار مسلمان کو حاصل ہوتی ہے۔ محض عمدہ اور قیمتی لباس پہننے، عطر و خوشبو استعمال کرنے اور لذیذ و لطیف غذائیں کھانے کا نام عید نہیں ؎

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِیْدَ
اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِیْدَ

عید کی خوشی اس شخص کے لئے نہیں جو نئے کپڑے زیب تن کرے بلکہ عید کی حقیقی مسرت کا وہ شخص مستحق ہے جو اللہ تعالیٰ کے وعید و عذاب اور گرفت سے ڈرے۔ اور مساوات بایں وجہ کہ آج نہ کوئی بڑا ہو گا نہ کوئی چھوٹا، نہ کوئی شریف نہ کوئی رذیل، نہ کوئی امیر نہ کوئی فقیر، نہ کوئی آقا نہ کوئی خادم، نہ کوئی حاکم نہ کوئی محکوم، آج محمود و ایاز ایک صف میں، ایک میدان میں، ایک امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ آج فقیروں، غریبوں، محتاجوں کو بے تکلف اور بلا جھجک رئیسوں،

امیروں، مالداروں کے شانہ بشانہ ایک ہی صف میں کھڑے ہونے کا موقع بیسّر آئے گا ایک ساتھ اٹھیں گے، ایک ساتھ جھکیں گے، ایک ساتھ جبین نیاز کو بے نیاز کے سامنے رکھیں گے اور ایک ساتھ دعاؤں کے لئے ہاتھ اٹھائیں گے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

یہ وجد انگیز منظر اسلام کے سوا کون دکھا سکتا ہے؟ مسلمانوں کے علاوہ کون پیدا کر سکتا ہے؟ یہ مساوات عام۔ یہ اطاعت امام ملت اسلامیہ کے علاوہ اور کس قوم کے اجتماع میں پائی جا سکتی ہے۔

بقیہ: ایک تحفہ، ایک نشانی

اپنے سے الگ نہ کرتی اے مسلمانوں یہ مال تمہارا ہے۔ اسے تم لے لو اور ابوالعاص کو رہا کر دو!! ذرا سے وقفہ کے بعد آپ کی پُر وقار آواز پھر بلند ہوئی "لیکن ایک بات اور بھی سن لو۔ اگر چاہو تو بیٹی کو ماں کی نشانی لوٹا دو زینب نے یہ ہار اپنے دل پہ جبر کر کے بھیجا ہوگا۔"

سب مسلمانوں کی نظر جھکی ہوئی تھیں "یا رسول اللہ! مسلمانوں کی طرف سے جواب ملا اس معاملہ میں استصواب رائے کی کیا ضرورت ہے! آپ ہار واپس کر دیں۔!!

سترھواں سالانہ اجلاس

ساہی وال کے مشہور جامعہ رشیدیہ رجسٹرڈ کا سترھواں سالانہ اجلاس ۱۷، ۱۸، ۱۹ر مارچ ۱۹۶۷ء بصدارت حضرت علامہ شمس الحق افغانی۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی۔ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہم جیسے اکابرین ہو رہا ہے۔ احباب تاریخ نوٹ فرمالیں۔ ناظم

اعلان

حسب اعلان سابق "خدام الدین" کا آئندہ شمارہ مورخہ ۸ شوال المکرم ۱۳۸۶ھ (بمطابق ۲۰ر جنوری ۱۹۶۷ء) شائع نہیں ہوگا۔ ۸ شوال اور ۱۵ر شوال کا مجموعی شمارہ الموسوم "کتاب و حکمت نمبر" مورخہ ۲۷ر جنوری ۱۹۶۷ء پیش خدمت کیا جائے گا قارئین و ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

(مینیجر مشتاق حسین بخاری)

بچوں کا صفحہ

جب حضرت عمرؓ خلیفہ تھے

(ساجدہ بیگم)

ایک بار ایک قافلہ مدینے کے باہر میدان میں رات بسر کرنے کے لئے رکا۔ تمھیں معلوم ہی ہوگا کہ اس زمانے میں موٹر، ریل گاڑیاں اور ہوائی جہاز وغیرہ نہ تھے۔ بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہوتا تو بہت سے لوگ مل کر قافلوں کی شکل میں سفر کرتے تھے ان کا سامان اونٹوں پر لدا رہتا اور خیمے وغیرہ ساتھ رہتے۔ جہاں رات ہوتی وہیں ڈیرا ڈال دیتے۔ ہاں تو جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کو خبر ہوئی کہ ایک قافلہ مدینے کے قریب رات گزارنے رکا ہے تو انہوں نے سوچا کہ یہ میرا فرض ہے کہ میں رات میں ان کی حفاظت کروں اور انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دوں۔ جب رات ہو گئی تو وہ قافلے میں پہنچے اور چاروں طرف گھوم پھر کر دیکھنے لگے۔ چلتے چلتے انہوں نے ایک خیمے میں ایک بچے کے رونے کی آواز سنی۔ آپ نے آواز دے کر خیمے میں ٹھہری ہوئی عورت سے کہا "اپنا بچہ چپ کرا" اور آگے بڑھ گئے۔ لیکن پورے قافلے کا چکّر لگا کر جب دوبارہ اس خیمے کے سامنے پہنچے تو انھیں پتہ چلا کہ بچّہ ابھی تک رو رہا ہے۔

آپ نے پھر آواز دی اور عورت سے کہا "تم کیسی ماں ہو کہ اپنے بچّے کو بھی چپ نہیں کرا سکتیں"؟

عورت نے کہا "بھائی! تم جاؤ اپنا کام کرو میں بچّے کا دودھ چھڑا رہی ہوں اور اسے بھوک لگی ہے۔ اس لئے وہ رو رہا ہے" "مگر ابھی سے دودھ کیوں چھڑا رہی ہو؟"

حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے پوچھا۔ عورت نے کہا "کیا تمھیں معلوم نہیں کہ خلیفہ نے یہ اعلان کیا ہے کہ جس دن سے بچّہ دودھ چھوڑے گا، اسی دن سے اس کا روزینہ مقرر ہو گا"

حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ یہ سن کر ہکّا بکّا رہ گئے۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنا شروع ہو گئے وہ بار بار توبہ کرتے اور کہتے "عمر تو نے کتنا بڑا ظلم کیا ہے ان معصوم بچّوں پر۔ پتہ نہیں، میں نے کتنے بچّوں کا وقت سے پہلے دودھ چھڑوا دیا ہو گا کتنا عذاب ہو گا میری گردن پر؟"

رات بھر وہ گڑگڑا کر اللہ سے اپنے کیے کی معافی مانگتے رہے۔ اور صبح اٹھ کر سب سے پہلے یہ اعلان کروایا کہ "جس دن بچّہ پیدا ہو گا اسی دن سے اس کا روزینہ دیا جائے گا۔ (ماخوذ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

(عبدالجبار طاہر)

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کون ہے کہ جو یمن میں تبلیغ اسلام کرنے کا فرض ادا کرے، سب صحابہ خاموش رہے لیکن حضرت معاذ بن جبل نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے آقائے نامدار سرورِ کون و مکاں میرے ماں باپ آپ پر فدا آپ مجھے حکم دیں تو میں یمن میں جا کر اسلام کی تبلیغ کا فرض سرانجام دینے کے لئے تیار ہوں۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور دعا فرمائی اللہ تعالےٰ تمہاری امداد و اعانت فرمائے۔ سردارِ دو عالم نے اپنے ہاتھوں سے اونٹ تیار فرمایا اور پھر جب حضرت معاذ بن جبل روانہ ہوئے تو حضورؐ اونٹ کے ساتھ ساتھ پیدل چلے۔ جب معاذ بن جبل نے حضور صلعم کو پیدل آتے دیکھ کر کہا کہ حضورؐ آپ پیدل ہیں۔ اور میں سوار۔ میں بے ادبی کی جسارت نہیں کر سکتا۔ معاذ اترنے لگے۔ حضورؐ نے روک دیا۔ اور فرمایا کہ اے معاذ مجھے فرشتے جھانک جھانک کر دیکھ رہے ہیں۔ جاؤ اللہ تعالےٰ تمہیں تمہارے مقصد میں کامیاب فرمائے۔ تھوڑی دور حضورؐ معاذ کے ساتھ گئے۔ پھر معاذؓ نے حضورؐ سے رخصت لی۔ اور اونٹ کو تیز کر دیا معاذ بن جبل پہنچ کر تبلیغ کی اور یمن میں اسلام پھیلانا شروع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے یمن حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ ایک دفعہ معاذ نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ آنکھ کھلی تو بے تاب ہو گئے۔ فوراً اونٹ تیار کیا۔ اور مدینہ کا رختِ سفر باندھا۔ اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں انہیں ایک صحابی ملے۔ معاذ نے ان سے پوچھا کدھر جا رہے ہیں انہوں نے کہا یمن کو جا رہا ہوں وہاں معاذ سے مل کر انہیں ایک پیغام دینا چاہتا ہوں۔ معاذ بن جبل نے کہا وہ میں ہی ہوں کہو کیا کہنا چاہتے ہو صحابی نے کہا۔ معاذ حضور نبی کریمؐ وصال فرما گئے۔ معاذ نے یہ سنا تو زاروقطار رونے لگے اور پریشانی کی حالت میں مدینہ روانہ ہوئے۔ مدینہ پہنچ کر روضہ رسولؐ پر زاروقطار روتے رہے۔

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱ ۲۴ مورخہ ۸ر ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۷۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء

فضائلِ درود وسلام

مصطؔر گجراتی

سرورِ کون و مکاںؐ کی ذاتِ اقدس پر سلام
آپؐ پر پڑھتے ہیں مہر و ماہ، بحر و بر سلام

آپؐ کا دین و نبوت ہے ابد تک کے لئے
آپؐ پر خود بھیجتا ہے خالقِ اکبر سلام

باعثِ ایجادِ کل ہے آپؐ کا قدسیؐ وجود
سب ملائک آپؐ پر دن رات پڑھتے ہیں درود

مومنو! تم بھی رسولِ پاکؐ پر بھیجو صلوٰۃ
یہ بھی لازم تم پہ ہے من جانبِ ربِّ ودود

حضرت خیر الورےؐ پر بھیجتا ہے جو درود
نیکیاں بڑھتی ہیں اس کے نامۂ اعمال ہیں

رحمتیں اس پر اترتی ہیں فرازِ عرش سے
برکتیں ہوتی ہیں شامل اس کے حال وقال میں

ایسی مجلس، اہلِ مجلس کے لئے ہو گی وبال
ابتدا سے جس میں ذکرِ خالقِ اکبر نہ ہو

ایسے چہروں کا مقدر ہے فقط حزن و ملال
وردِ لب جن کے سلام شافعِ محشر نہ ہو

نام پیغمبرؐ کا سُن کر جو نہیں پڑھتا درود
حسبِ ارشادِ حدیث ایسا مسلماں ہے بخیل

وہ نہ پائے گا کبھی دیدارِ نبویؐ کا شرف
اور یہ سب سے بڑی ہے بدنصیبی کی دلیل

آپؐ تک پہنچائے جاتے ہیں سلام مومناں
کچھ فرشتے ہیں مقرر اس پہ، دنیا میں ضرور

روضۂ اطہر پہ لیکن جو کہا جائے سلام
بخشتے ہیں خود سماعت کا شرف اس کو حضورؐ

جب بپا ہو گا بحکم ایزدی یوم النشور
سب سے پہلے مغفرت کی وہ بشارت پائیں گے

بھیجتے ہیں جو بکثرت ذاتِ قدسیؐ پر درود
عالمِ فانی سے جو تسبیح برلب جائیں گے

جن کا ایمانِ دل و جاں ہے فقط حُبِّ رسولؐ
جادۂ حق پر جو مولا کی رضا بن کر چلے

ایسے ہی لوگوں کو ہو گا قربِ پیغمبرؐ نصیب
ایسے ہی خوش بخت ہوں گے عرش کے سائے تلے